03067163117

Salman saleem

سلمان سلیم

فتح یاب

یعقوب بھٹی

جاسوسی کی روایت..... اولین صفحات کی شاندار سوغات

دورِ جدید ہو یا دورِ جاہلیت مسلمانوں کے خلاف دشمنوں کی سازشیں آج بھی اسی طرح جاری و ساری ہیں... وہ مکمل یگانگت اور سفاکیت کے ساتھ اہلِ اسلام کے خاتمے کے لیے صف آرا ہیں... گھر کو گھر کے چراغ سے بھسم ہونے کا سلسلہ کسی روایت کے مانند ہمارا پیچھا کرتا چلا آرہا ہے... اسلام کے خلاف عیسائیوں اور یہودیوں کی سازشوں کے جال وقت کے ساتھ باریک سے باریک تر تار سے بُنے جا رہے ہیں... ان کی دماغی صلاحیتیں ہماری نسل کو نیست و نابود کرنے کا ہدف بڑی تیزی سے عبور کررہی ہیں... سر سے پائوں تک موت کو اوڑھے ایسے ہی گمنام شہزادوں کی بے نام وفائیں... محبت یا نفرت کے جذبوں سے ہٹ کر جنون ان کا زادِ راہ بن چکا تھا۔ آخری فتح کا وقت قریب تھا... فتح یا شکست اس کا فیصلہ مقدر کے ہاتھوں میں تھا...

حسن و عشق کی منزلیں اور انتقام کی آگ میں جلتے شعلہ خواروں کی سنسنی خیز داستانِ حیرت

اینی شاویز کی آنکھ کھلی تو اس نے دوبارہ سے آنکھیں موندلیں۔ گزری شب اس کے لیے کسی حسین خواب کے مانند تھی۔ اسے ڈر لگا کہ آنکھیں کھولتے ہی خواب ٹوٹ جائے گا۔

چند لمحے وہ خاموش لیٹی رہی۔ خود کو یقین دلانا مشکل ہو رہا تھا کہ یہ خواب نہیں ہے۔ ڈرتے، ڈرتے اس نے نہایت آہستگی سے الپس کو چھوا۔ وہ بھی بستر پر اس کے ساتھ تھا۔

اینی نے مکمل آنکھیں کھول دیں۔ بیڈ روم کی بڑی سی کھڑکی کے آگے دبیز پردہ پھیلا ہوا تھا مگر اس کے عقب میں روشنی سے اندازہ لگانا مشکل نہیں تھا کہ سورج خاصی بلندی پر آچکا ہے۔ بیڈ روم میں روشنی کے انعکاس کے سبب سب کچھ واضح نظر آرہا تھا۔

الپس کی نیند میں خلل نہ ڈالنے کی کوشش کے ساتھ وہ بے حد آہستگی سے کہنیوں کے بل اٹھی تو چادر کے سرکنے کے سبب اس کے کندھے عریاں ہوگئے۔ اس نے چادر کندھوں تک کھینچتے ہوئے کہنی تکیے پر ٹکائی اور اپنا رخ الپس کی طرف کرلیا۔

نصف سینے تک چادر اوڑھے وہ چت لیٹا تھا۔ اینی، اسے دیکھے گئی۔ بے حد سیاہ اور چمک دار بالوں کا ایک گچھا اس کی سرخ و سفید پیشانی پر پڑا جیسے بوسہ لے رہا تھا۔ تیکھی کھڑی ناک، گھنی بھوؤں کے نیچے ساحر آنکھیں جو اس وقت بند تھیں۔ مضبوط ٹھوڑی، سرخ ہونٹ اور پُرگوشت کشادہ شانے...... وہ واقعی کسی یونانی دیوتا کے مانند مردانہ وجاہت کا شاہکار تھا۔ اسی سبب تو اینی نے اسے ''الپس'' کا نام دیا تھا۔ اس کا نام تو کچھ اور تھا۔

''کیا دیکھ رہی ہو؟'' اچانک بند آنکھوں کے ساتھ الپس کی توانا آواز ابھری۔

اینی نے چونک کر اس کے شانے پر سر رکھ دیا۔ ''تم جاگ رہے تھے؟'' اس کی مخصوص مہک کے سبب اینی کی

آواز خوابناک سی ہوگئی تھی اور اس کی استخوانی انگلیاں الپس کے سینے کے بالوں میں سرسرانے لگیں۔
''ہاں...... میرے سوال کا تم نے جواب نہیں دیا۔''
الپس کی آنکھیں بدستور بند تھیں۔
اینی نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا۔ ''خود کو یقین دلا رہی تھی کہ یہ خواب نہیں ہے۔''
الپس نے آنکھیں کھولتے ہوئے دھیرے سے اُس کے رخسار پر چپت لگائی۔ ''شاید تم بھول گئی ہو کہ مجھے قنوطیت سے نفرت ہے۔ بارہ گھنٹوں میں دوسری دفعہ تم نے وعدہ خلافی کی ہے۔ میں سچ کہہ رہا ہوں اس طرح تم مجھے کھو دو گی۔''
اینی نے ڈوبتے دل کے ساتھ اس سے جلدی سے معذرت کی اور یقین دلایا کہ وہ آئندہ اس طرح کی گفتگو نہیں کرے گی۔
الپس نے اس کے روکھے اور اُجڑے ہوئے گھونسلے کے مانند بالوں کو چوما۔ ''میں آخری دفعہ یقین کر رہا ہوں۔'' اگلے لمحے اس نے خوشگوار لہجے میں کہا۔
''میں فریش ہو کر تمہارے لیے ناشتا بناتا ہوں۔''
اینی نے کہا۔ ''تم فریش ہو جاؤ لیکن ناشتا میں بناؤں گی۔''
الپس اٹھتا ہوا پھر لیٹ گیا۔ ''ٹھیک ہے تو پھر فریش بھی پہلے تم ہو جاؤ۔''
اینی نے نیچے پڑا نائٹ گاؤن پہنا اور بستر چھوڑ دیا۔ یہ ایک کمرے کا مختصر سا فلیٹ تھا جو اینی کی ملکیت تھی۔ الپس پہلی دفعہ یہاں آیا تھا۔ اس نے تنقیدی نظروں سے اکلوتے کمرے کا جائزہ لیا۔ ہر چیز سے بے ترتیبی نمایاں تھی۔ ایش ٹرے سگریٹ کے ٹوٹے اور راکھ سے اوپر تک بھری ہوئی تھی۔ استعمال شدہ کھانے کے برتن، میلے کپڑے اور انواع و اقسام کے شاپنگ بیگ آرام دہ فرشی بستر کے گرد بکھرے ہوئے تھے۔ اس ساری بے ترتیبی کے درمیان ایک بے حد قیمتی اور جدید ترین لیپ ٹاپ جگمگا رہا تھا۔ لیپ ٹاپ دیکھ کر الپس کی آنکھوں میں چمک نمودار ہوگئی۔
ویڈیو گیم ایرینا میں ہونے والی پہلی ملاقات ہی ویک اینڈ پر الپس کو اینی کے بستر پر لے آئی تھی۔
واش روم سے نکلتے ہی اینی نے سگریٹ سلگا لی اور کھڑکی کے سامنے سے پردہ ہٹا دیا۔ پورا کمرا روشنی سے بھر گیا۔
الپس نے چادر لپیٹے ہوئے بستر چھوڑ دیا۔
اینی نے جلدی جلدی کش لیتے ہوئے ڈھونڈ کر اپنا چشمہ لگایا اور بولی۔ ''کیا بناؤں تمہارے لیے؟''
''جو جی چاہے بنا لو، جیسے مجھے اپنا دیوانہ بنا لیا ہے۔'' یہ کہہ کر الپس واش روم میں گھس گیا۔
کچن کی جانب بڑھتے اُس کے قدم رک گئے۔ اینی کا رخ دیوار میں نصب قدِ آدم آئینے کی جانب ہو گیا۔ اس نے اس سے پہلے بھی گھنٹوں خود کو لباس اور بے لباس...... آئینے میں دیکھا تھا۔ آئینے نے ہمیشہ یہی کہا تھا کہ وہ کسی بھی پہلو سے خوب صورت یا پُرکشش نہیں ہے۔ چھ فٹ کے قریب قد، ڈھانچے نما جسم، ڈھلکے کندھے، واجبی سے نقوش اور اُجڑے گھونسلے کے مانند مختصر بال۔ وہ یونیورسٹی کی طالبہ تھی مگر صنفِ مخالف والا خانہ خالی تھا۔ اس کی زندگی میں بمشکل چند ہی مرد آئے تھے۔ باپ کی عمر کا ٹیچر، نائٹ واچ مین وغیرہ۔
اینی گہرا سانس لیتے ہوئے آئینے کے سامنے سے ہٹ گئی۔ یا تو آئینہ جھوٹا تھا یا پھر الپس...... دل نے فوراً سرزنش کی۔ الپس کی وارفتگی اور گرمجوشی یاد آئی۔ وہ جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ اینی جیسے ہواؤں میں رقص کرتے ہوئے کچن کی طرف بڑھ گئی۔
ناشتے کے بعد الپس نے کہا۔ ''میرا ارادہ آج داؤدی ٹیلوں کی سیر کا ہے۔ سنا ہے غرقد کی شجرکاری کے بعد ان بے آب و گیاہ ٹیلوں کی شکل ہی بدل گئی ہے۔''
اینی نے کہا۔ ''ٹھیک سنا ہے تم نے مگر اس طرف جانے والا راستہ غیر ہموار ہے۔ رینٹ پر فور وہیل گاڑی لینی پڑے گی۔''
الپس نے بے پروائی سے کہا۔ ''تو کیا ہوا...... میں دنیا کی سیر کرنے کے لیے نکلا ہوں۔ میری جیب میں خاصے پیسے ہیں۔''
اینی نے معذرت خواہانہ انداز میں کہا۔ ''میرا ہرگز یہ مطلب نہیں تھا۔ میں نے صرف تمہیں آگاہ کیا ہے۔''
''ٹھیک ہے، تمہارا کیا پروگرام ہے؟''
اینی اٹھلائی۔ ''ویک اینڈ ہے۔ لازمی بات ہے میں ساتھ چلوں گی تمہارے۔''
اینی نے رینٹ پر گاڑیاں سپلائی کرنے والی ایک ایجنسی کو فون کر دیا۔ فور وہیل گاڑی کے آنے تک وہ دونوں جا کر ہوٹل سے الپس کا سامان لے آئے تھے۔ یہ اُن کے درمیان رات ہی طے ہو گیا تھا کہ جب تک الپس تل ابیب میں ہے، اس کا قیام اینی کے فلیٹ پر ہی ہوگا۔
ایک سپر اسٹور سے انہوں نے کچھ پھل اور جوسز وغیرہ

بھی خرید لیے تھے۔ ہر جگہ اینی اور الپس کو دیکھ کر چہروں پر ذو معنی مسکراہٹیں دوڑ جاتی تھیں۔ خواتین اشاروں سے ایک، دوسرے کو اس بے جوڑ ''جوڑی'' کی طرف متوجہ کرتی تھیں۔

اس بات کو محسوس کر کے اینی شدید احساسِ کمتری کا شکار ہو جاتی تھی۔ اس پر قنوطیت کا حملہ ہوتا مگر الپس کی ناراضگی کے خوف سے وہ اپنی کیفیت پر خود اعتمادی کا دکھاوے کا پردہ ڈال دیتی تھی۔

البتہ الپس معنی خیز مسکراہٹوں اور اشاروں کو قطعی خاطر میں نہیں لاتا تھا۔ الٹا ان لمحوں میں وہ...... اینی کو اور زیادہ قریب کر لیتا تھا۔

اینی کو بھی اس وقت بہت اچھا لگتا تھا جب لڑکیاں الپس کو دیکھ کر ٹھنڈی آہیں بھرتیں اور اینی کو حسد و رشک سے دیکھتی تھیں۔

فور وہیل گاڑی آ چکی تھی۔ اس کی چھت کو فولڈ کیا جا سکتا تھا۔ خوشگوار موسم کے سبب الپس نے چھت کو فولڈ کر دیا۔ راستے میں ایک فلاور شاپ سے الپس نے اینی کے لیے پھول خریدے۔ ٹیولپ برڈ نامی یہ پھول فلسطین کے ایک مخصوص علاقے میں پیدا ہوتے تھے۔ اس کے علاوہ دنیا میں کہیں نہیں پائے جاتے تھے اور خاصے مہنگے تھے۔ اینی ننھے ننھے پرندوں کی شکل والے ان بے حد سرخ پھولوں کو پا کر بے حد خوش ہو گئی تھی۔

اینی نے محسوس کیا کہ ان پھولوں سے اُڑتی خوشبو بے حد مسحور کن تھی۔ اس خوشبو نے وجود میں سوئی نہ جانے کون سی خفتہ حسوں کو جگا دیا تھا کہ اینی خود کو بے حد چست اور توانا سی محسوس کرنے لگی تھی۔ اس نے دل ہی دل میں اعتراف کیا کہ کچھ تو خاص تھا ان پھولوں میں دنیا ایسے تو ان کی دیوانی نہیں تھی۔

نصف گھنٹے سے کچھ زائد وقت میں وہ داؤدی ٹیلوں تک پہنچ گئے۔ یہ اونچے، نیچے ٹیلے خاصے وسیع رقبے میں پھیلے ہوئے تھے۔ یہ بھی بے آب و گیاہ ہوتے تھے مگر آبپاشی کے جدید ترین طریقوں سے غرقد کی شجر کاری کے سبب ان کی شکل ہی بدل گئی تھی۔ پورا علاقہ سرسبز ہو گیا تھا۔

اس علاقے میں ابھی سیاحت کا آغاز ہونے جا رہا تھا۔ بہت سی عمارتیں ابھی تعمیر کے ابتدائی مراحل میں تھیں اس لیے اس طرف کا رخ کرنے والے سیاح کھانے، پینے کی اشیا بھی ساتھ لے کر ہی آتے تھے۔

پارکنگ کے لیے مخصوص جگہ پر گاڑی کھڑی کر کے الپس نے بڑی سی باسکٹ اٹھالی جس میں کھانے، پینے کی اشیا کے علاوہ نیچے بچھانے کے لیے پلاسٹک کی چٹائی وغیرہ تھی۔

اینی کے ہاتھوں میں ٹیولپ برڈ تھے جنہیں وہ بار بار سونگھ رہی تھی اور اس کا موڈ بے حد خوشگوار تھا۔ ان دونوں کے علاوہ اور بھی بہت سے سیاح آئے ہوئے تھے۔

وہ دونوں کافی دیر گھومتے رہے۔ اونچے، نیچے ٹیلوں پر اترنا اور چڑھنا ایک تھکا دینے والا مگر ایڈونچر پسندوں کے لیے دلچسپ مشغلہ تھا۔ اس دوران انہوں نے محفوظ کیے گئے آثارِ قدیمہ بھی دیکھے۔ دو گھنٹوں میں ہی اینی تھک گئی۔ اس کے قدم سست ہو گئے۔ اس دوران اس نے محسوس کیا کہ الپس ابھی تک چاق و چوبند تھا۔ تھکن جیسے اسے چھو کر بھی نہیں گزری تھی۔ اس نے اعتراف کیا کہ الپس توانائی سے بھرپور مرد ہے۔

الپس نے محسوس کر لیا کہ اینی تھک چکی ہے مگر اس کی تلاش جاری رہی۔ اینی تھکن کو چھپائے اس کا ساتھ دیتی رہی۔ آخر الپس کو ایک خاص جگہ نظر آ گئی۔ یہ ایک کسی قدیم مٹی کی عمارت کا کھنڈر تھا جس کی کئی دیواریں ابھی سلامت تھیں۔ سلامت دیواروں میں لاتعداد سوراخ نظر آ رہے تھے۔

الپس نے اینی کی کمر میں ہاتھ ڈالا۔ ''تمہاری تھکن اب چھپائے نہیں چھپ رہی۔''

اینی نے اس کے کندھے پر سر گرایا، یہ گویا ان الفاظ کی تصدیق تھی۔

الپس نے فوراً باسکٹ میں سے پلاسٹک کی چٹائی نکال کر ایک ہموار جگہ پر بچھائی۔ اینی فوراً ہی ڈھیر ہو گئی۔ الپس نے باسکٹ میں سے اینی کا پسندیدہ انرجی ڈرنک نکال کر اس کی طرف بڑھایا اور اپنے لیے پانی کی بوتل نکال لی۔

اینی نے دو گھونٹ لے کر الپس کی اجازت سے سگریٹ سلگا لی۔ الپس نے محض دو گھونٹ لے کر بوتل بند کر دی۔ اینی نے اسے عجیب سی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ ''تم نہ جانے کون سی مٹی سے بنے ہوئے ہو۔''

الپس نے سامنے قدیمی مٹی کے ڈھیر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ''اس مٹی سے بنا ہوں۔''

اینی، اس کی آنکھوں میں ہی دیکھ رہی تھی۔ اس لمحے اس کی آنکھیں اور لہجہ ہم آہنگ ہو کر ایسا روپ دھار گیا تھا کہ اینی کے وجود میں جھرجھری سی دوڑ گئی۔ اسے الپس سے بے حد خوف محسوس ہوا مگر اگلے ہی لمحے الپس اپنے پرانے روپ میں واپس آ گیا تھا۔ اس نے اینی کی گردن میں ہاتھ ڈال کر اپنی طرف کھینچا تو اینی نے سگریٹ دور پھینک دی۔

''سارے انسان مٹی سے ہی بنے ہیں۔''
اس کی قربت نے اپنی کے دماغ کی سلیٹ پر نمودار ہونے والی آڑھی ترچھی لکیریں پل بھر میں مٹا دیں۔ الپس نے اس کے کان کے قریب مخمور سرگوشی کی۔
''تم تھک گئی ہو، تمہارا مساج کر دیتا ہوں۔''
آس پاس کوئی دیکھنے والا نہیں تھا۔ اپنی اس کے قریب سمٹ آئی۔ ''اس کی ضرورت نہیں مگر مجھے یہاں ڈر لگ رہا ہے۔ سامنے سوراخ دیکھ رہے ہو، یہاں سانپ ہو سکتے ہیں اور دنیا کا زہریلا ترین نیلا کوبرا بھی اس جگہ پر پایا جاتا ہے۔''
الپس نے اس کی پیشانی مسلتے ہوئے کہا۔ ''میری موجودگی میں تمہیں کسی سانپ سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔''
اپنی کی آنکھیں بند ہونے لگیں۔
الپس نے احتیاط کے ساتھ ٹیولپ برڈ کے پھول اٹھائے اور انہیں تھوڑی دور ایک پتھریلی جگہ پر اچھال دیا۔
رات کی مصروفیات اور ٹیلوں کی تھکا دینے والی سیاحت کے سبب اپنی نیند کی آغوش کی جانب بڑھ رہی تھی۔ الپس کی قربت نے اس سفر کی رفتار مزید تیز کر دی۔
تھوڑی ہی دیر میں اپنی دھیمے دھیمے خراٹے لے رہی تھی۔
الپس کی نظریں گرد و پیش کے ساتھ ساتھ ٹیولپ برڈ پر تھیں۔ اسے زیادہ دیر انتظار نہیں کرنا پڑا۔ ہوا کا رخ موافق تھا۔ تھوڑی دیر میں کچی دیوار کے قریب ایک برق رفتار نیلے رنگ کی دھاری سی نظر آئی جو پل بھر میں نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ الپس نے آدھے لیٹر کی پانی کی بوتل کو ڈھکنے کی طرف سے پکڑ لیا۔
چند پل مزید گزرے تو نیلے رنگ کی دو برق رفتار لکیریں ٹیولپ برڈ کے قریب نظر آئیں۔ ان میں سے ایک لکیر قدرے باریک اور دوسری خاصی موٹی تھی۔ یہ دنیا کے زہریلے ترین نیلے کوبرا کا جوڑا تھا جسے ٹیولپ برڈ کی مہک وہاں کھینچ لائی تھی۔
یہ جوڑا ان پھولوں کے گرد لپٹ کر اٹکھیلیاں کرنے لگا۔
موقع میسر آتے ہی پانی کی بوتل الپس کے ہاتھ سے گولی کے مانند نکلی۔ نشانہ بے خطا تھا۔ پانی سے بھری بوتل برق کی رفتار سے نر کوبرا کے سر سے ٹکرائی۔ بوتل اور پتھریلی سطح کے درمیان اس کا سر پچک کر رہ گیا۔ مادہ پل بھر میں وہاں سے غائب ہو گئی تھی۔ مضروب نر وہیں پٹخنیاں لے رہا تھا۔
الپس نے اپنی پر نظر ڈالی بوتل۔ پتھریلی جگہ سے ٹکرانے کی آواز نے اس کی نیند میں ذرا بھی خلل نہیں ڈالا تھا۔
الپس نے اٹھ کر جیبی چاقو کی مدد سے نیلے کوبرے کا سر سمیت نصف فٹ کا حصہ محفوظ کر لیا اور باقی ماندہ جسم کو ایک گڑھے میں پھینک دیا۔
☆☆☆
واپس آنے کے بعد الپس ایک کتاب لینے کے لیے باہر نکل گیا۔ چوراہے سے اس نے ٹیکسی لی اور پندرہ منٹ کے سفر کے بعد اسمال انڈسٹری ایریا میں آ گیا۔ ایک ویران سڑک پر چلتے ہوئے اسے مطلوبہ کوڑے کا ڈرم نظر آیا جس پر پندرہ نمبر لکھا ہوا تھا۔ مطلوبہ تاریخ اور ٹائم ہو گیا تھا۔
قریب سے گزرتے ہوئے الپس نے ڈرم میں نظر ڈالی۔ ایک پرانا ساخاکی لفافہ اوپر ہی اوپر پڑا ہوا تھا۔ الپس آگے نکلتا چلا گیا۔ سو قدموں بعد وہ واپسی کے لیے مڑا۔ گرد و پیش پر اس کی گہری نظر تھی۔ ڈرم کے قریب سے گزرتے ہوئے وہ چھوٹا ساخاکی لفافہ اس کی جیب میں منتقل ہو گیا تھا۔
قریب ہی ایک پبلک ٹوائلٹ میں گھس کر اس نے لفافہ کھول لیا۔ لفافے میں مخصوص زبان میں تحریر ایک کاغذ اور ایک پاسپورٹ سائز تصویر تھی۔ تصویر ایک پچکے ہوئے گالوں والے نوجوان کی تھی۔ کاغذ کے مندرجات پر نظر ڈالنے کے بعد اس نے تصویر اور کاغذ کو لائٹر جلا کر آگ دکھائی اور پھر راکھ کو فلیش میں بہا کر باہر نکل آیا۔
راستے میں رک کر اس نے سینما سے دو ٹکٹوں کی ایڈوانس بکنگ کروائی اور واپس لوٹ آیا۔
اپنی رات کے لیے کھانے کی تیاری کر رہی تھی۔ الپس نے اسے منع کر دیا اور بتایا کہ مطلوبہ کتاب تو نہیں ملی تھی مگر وہ ہالی وڈ کی نئی رومانوی فلم کی دو عدد ٹکٹیں لے آیا تھا۔ یہ سن کر اپنی بے حد خوش ہو گئی تھی۔ رات کے کھانے کا پروگرام بھی باہر ہی کا بن گیا۔
☆☆☆
الگور کا تعلق اسرائیل کی اسپیشل سروسز کے ایک بے حد خاص یونٹ سے تھا۔ وہ دو دن پہلے ہی تل ابیب آیا تھا۔ اس کی گرل فرینڈ تل ابیب میں یونیورسٹی کی طالبہ تھی۔ وہ دو دن سے مسلسل ایک دوسرے کے ساتھ تھے اور مسرت کے ایک

ایک پل کو خوب انجوائے کررہے تھے۔

الگور کی اگلے دن واپسی تھی۔ ایک یادگار شام کے لیے اس نے اپنی گرل فرینڈ لورین کے ساتھ سینما میں ایک فلم دیکھنے کا پروگرام پہلے ہی سے ترتیب دے دیا تھا۔ اس رومانوی فلم کی ریلیز سے پہلے ہی دھوم مچی ہوئی تھی۔

نیم تاریک ہال میں لورین کی خوشبودار قربت میں بیٹھ کر فلم دیکھنے کا لطف دوبالا ہوگیا تھا۔ فلم دیکھنے کے بعد الگور اور لورین ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے پارکنگ لاٹ کی طرف جارہے تھے۔ الگور جینز اور ٹی شرٹ میں تھا۔ اچانک ہی الگور کے حلق سے تیز سسکاری کی آواز نکلی۔ بازو کے اوپری حصے پر تیز چبھن کے ساتھ جلن کا احساس ہوا۔ الگور نے بے اختیار بازو پر ہاتھ مارا۔ کوئی چیز اس کے ہاتھ سے لگ کر نیچے گرگئی۔ الگور کے دماغ میں خطرے کا بے حد تیز الارم بجا۔ اسے معلوم ہوگیا کہ اسے نشانہ بنایا گیا تھا۔ اس کے ہاتھ سے ٹکرا کر نیچے گرنے والی سوئی تھی جو یقیناً زہریلی تھی۔ جلن کا احساس پل بھر میں ہزاروں گنا بڑھ گیا۔ الگور کو محسوس ہوا اس کا سارا جسم جیسے فولاد پگھلانے والی بھٹی میں گرگیا ہے۔ اس نے چیخنے کے لیے منہ کھولا مگر حلق خشک تر ہوچکا تھا۔ وہ لڑکھڑا کر گرا اور تڑپنے لگا۔ لورین نے بے اختیار اسے سنبھالنے کی کوشش کی مگر الگور کے منہ اور ناک سے خون نکلتا دیکھ کر وہ چیخنے لگی۔ لوگ تیزی سے ان کے گرد اکٹھا ہونے لگے۔

الگور ماہیٔ بے آب کے مانند تڑپ رہا تھا۔ اذیت کا احساس اتنا شدید تھا کہ الگور کو اپنا ایک ایک ریشہ پھٹتا ہوا محسوس ہورہا تھا۔ ریسکیو کی ایمبولینس آنے تک الگور نے تڑپ تڑپ کر جان دے دی تھی۔ اردگرد موجود لوگ اس کی بے پناہ اذیت کو بے حد بے بسی کے ساتھ محسوس کرتے رہے تھے۔

لورین اپنے محبوب کے قریب بیٹھی آنسو بہارہی تھی۔

☆☆☆

موساد کے داخلی سلامتی کے ڈیسک آفس میں سوگ کا سا سماں تھا۔ ڈیسک انچارج کرنل بالڈون تھا۔ وہ آفس میں سر پکڑے بیٹھا تھا۔ اس کے سامنے اس کے دونائبین بھی گم صم سے بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں ایک کا نام لائیڈ تھا۔ تمتماتے چہرے پر بھوری مونچھیں اسے خاصا رعب دار بنارہی تھیں۔ دوسری نائب ایک سنہری بالوں والی حسینہ شیزل تھی۔

شیزل نے بالوں کو مٹھی میں بھینچتے ہوئے کہا۔ ”کون ہے جو ہمارے دفاعی حصار کو توڑ کر اندر گھس آیا ہے۔ بیکی کا احساس مجھے اندر سے کاٹ رہا ہے۔ ہیڈ کوارٹر بے حد برہم ہے۔“

لائیڈ نے بات آگے بڑھائی۔ ”الگور کے قاتل کو تختہ دار پر کھینچنے کے ساتھ ساتھ ہمیں اپنے حصار پر بھی نظرثانی کی ضرورت ہے۔ ہمارا ایلیٹ کلاس کا کمانڈو مارا گیا ہے اور وہ بھی اپنے گھر میں۔“

کرنل بالڈون نے ایک نیا نقطہ اٹھایا۔ ”ممکن ہے جو ہم سوچ رہے ہیں، معاملہ اس سے بالکل مختلف ہو۔ کوئی ذاتی دشمنی بھی تو ہوسکتی ہے...... کوئی رقابت وغیرہ۔ الگور تل ابیب ملنے بھی تو گرل فرینڈ کو گیا تھا۔“

لائیڈ بولا۔ ”تمہارا پیش کردہ خیال خاصا جاندار ہے۔ الگور کا تعلق جس خاص ترین گروپ سے تھا، ان کی شناخت انتہائی خفیہ رکھی گئی ہے۔ کسی دشمن ایجنسی کا اس معلومات کو چرانا تقریباً ناممکن ہے۔“ اس کا لہجہ حتمی ہوا۔ ”ہمیں اسی رخ پر ہی کام کرنا چاہیے۔“

شیزل نے اختلاف کیا۔ ”کیوں بھول رہے ہو کہ الگور کو انتہائی ماہرانہ اور جچے تلے انداز میں نشانہ بنایا گیا ہے۔ یہ کسی پیشہ ور کا کام ہے۔“

کرنل بالڈون مسکرایا۔ ”کیا پیشہ ور لوگوں کے ساتھ ذاتی معاملے نہیں ہوتے۔ الگور کے لیے سینے میں نفرت کا طوفان لے کر آنے والا اس کا کوئی قریبی ساتھی بھی تو ہوسکتا ہے۔“

شیزل نے ہونٹ بھینچ لیے۔ لحظے بھر بعد وہ بولی۔ ”میرے پاس کوئی دلیل یا معمولی سا کلیو بھی نہیں ہے مگر میرا وجدان کہتا ہے الگور وطن پر ہی قربان ہوا ہے۔ اسے کسی دشمن ملک کے ایجنٹ نے نشانہ بنایا ہے۔“

شیزل کا لہجہ اتنا مضبوط تھا کہ چند لمحوں کے لیے سناٹا چھا گیا۔ پھر کرنل بالڈون بولا۔ ”ہم اس رخ کو بھی نظرانداز کرنے والے نہیں ہیں بلکہ ایسا کرتے ہیں کہ دونوں رخ پر بیک وقت کام کرتے ہیں۔ لائیڈ ذاتی دشمنی کے رخ کو دیکھے گا اور تم کسی دشمن ایجنٹ کی کارستانی کے خیال کو دیکھ لو۔“

دونوں میں سے کسی نے کرنل بالڈون سے اختلاف نہیں کیا۔

کرنل بالڈون نے موبائل اسکرین پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ ”کرائم سین یونٹ کی مکمل رپورٹ آگئی ہے۔ کانفرنس روم میں چل کر اسے دیکھتے ہیں۔ کسی ماہر کی ضرورت پڑی تو لنڈا، اسے آن لائن لے، لے گی۔“

وہ تینوں اٹھ کر کانفرنس روم میں آگئے۔ یہاں متعدد آپریٹر اپنے کام میں مصروف تھے۔ وسیع ہال کے ایک کونے

میں انہوں نے نشستیں سنبھال لیں۔ شیشے کی دیوار کے دوسری جانب کمپیوٹر سیکشن تھا جہاں درجن بھر سے زائد افراد مصروف نظر آرہے تھے۔

ان کے سامنے بڑی سی اسکرین پر کرائم سین کی رپورٹ چلنے لگی۔ انہوں نے ائرفون کانوں میں ٹھونس لیے۔ رپورٹ کے دوران شیزل اور لائیڈ نوٹس لیتے رہے تھے۔ میڈیکل رپورٹ بھی کرائم سین کی رپورٹ کے ساتھ منسلک کر دی گئی تھی۔

سینما میں متعدد سیکیورٹی کیمرے موجود تھے۔ الگور کے آخری پل بھی ریکارڈ ہو گئے تھے۔ مختلف کیمروں کی درجنوں فوٹیج تھیں جو ان کی خصوصی توجہ کا مرکز تھیں۔ یقیناً الگور کا قاتل بھی ان فوٹیج میں کہیں موجود تھا۔ وہ لوگ اسے ڈھونڈنا چاہ رہے تھے مگر وہ سامنے ہوتے ہوئے بھی نگاہوں سے اوجھل تھا۔

شیزل کا ذہن تیزی سے کام کر رہا تھا۔ اسی رفتار سے وہ نوٹس بھی لے رہی تھی۔ اس نے ڈیمانڈ میں ان فوٹیج کی کاپی بھی لکھ لی۔ میڈیکل رپورٹ کے بعد وہ زہریلی سوئی بھی اسکرین پر دکھائی گئی جس کے ذریعے الگور کے جسم میں زہر داخل ہوا تھا۔ یہ سوئی بھی کرائم سین والوں نے ڈھونڈ... نکالی تھی۔

سوئی کا بھی فرانزک ہوا تھا۔ اس کی رپورٹ بھی سامنے آ گئی تھی۔ سوئی کئی افراد کے جوتوں کے نیچے آئی تھی اس پر اگر انگلیوں کے نشانات تھے بھی تو ضائع ہو گئے تھے۔

اسکرین آف ہو گئی تو لائیڈ نے پُرجوش انداز میں کہا۔ ”میرے خیال میں قاتل کو پکڑنا زیادہ مشکل نہیں ہوگا۔ قتل کے وقت وہ...... الگور کے قریب ہی تھا۔ زہریلی سوئی کی رپورٹ سے ظاہر ہے، اسے زیادہ فاصلے سے فائر نہیں کیا گیا اس سوئی پر کوئی بارودی مواد نہیں ملا۔ اس کا مطلب ہوئی کسی خودساختہ ڈیوائس سے ربڑ کے ذریعے فائر کی گئی ہے جس لمحے الگور کو سوئی لگی تھی اس لمحے کو لے کر ہم بیس فٹ کا دائرہ بنائیں تو قاتل اس دائرے میں ہی ہوگا۔“

اس کے خاموش ہونے پر شیزل نے بھی اس خیال کی تائید کی۔ وہ بھی اسی رخ پر سوچ رہی تھی۔ اسی سبب اس نے ڈیمانڈ میں فوٹیج کا نوٹ لکھا تھا۔

کرنل بالڈون نے فوراً اپنی سیکریٹری لنڈا کے ذریعے ایک ماہر کو اس خاص لمحے کا دائرہ بنانے کے لیے کہا۔ اس لمحے الگور کے گرد بیس فٹ میں جتنے بھی افراد تھے، ان کی الگ الگ فوٹیج بنانے کے لیے کہا۔

کرنل بالڈون کے فون رکھتے ہی شیزل نے کہا۔ ”اب ہمیں اس زہر کی طرف آنا چاہیے جو الگور کے جسم میں اتارا گیا ہے۔ قاتل نے وہ زہر کہاں سے حاصل کیا؟ ہمارے ملک میں اس طرح کے جان لیوا زہر کا حصول آسان نہیں ہے۔ قاتل اگر باہر سے اپنے ساتھ یہ زہر لے کر آیا ہے تو یہ ہمارے لیے لمحۂ فکریہ ہے۔“

کرنل بالڈون بولا۔ ”رپورٹ میں ٹیکنیکل زبان استعمال ہوئی ہے جسے میں بھی ٹھیک سے سمجھ نہیں پایا۔ زہروں کے ماہر کو بریفنگ کے لیے آن لائن لیتے ہیں۔“

لائیڈ نے بھی اس کی تائید کرتے ہوئے کہا۔ ”میں بھی اس زہر کو لے کر خاصا حیران ہوں۔ میں نے آج تک کسی ایسے زہر کے بارے میں نہیں سنا جو اتنی جلدی کسی کی جان لے لے اور وہ بھی اتنی کم مقدار میں...... ریسکیو ٹیم کو الگور تک پہنچنے میں بمشکل دس منٹ لگے تھے مگر اس سے پہلے ہی وہ دم توڑ چکا تھا۔“

تھوڑی دیر بعد زہروں کا ایک ماہر زہر کی رپورٹ کی روشنی میں انہیں اسکرین پر نمودار ہو کر بریفنگ دے رہا تھا۔ اس نے بتایا کہ یہ نیلے کوبرا سے حاصل کیا گیا زہر ہے۔ اس زہر کی تباہ کن صلاحیت یہ بھی کہ اسے عام ملنے والی دوائی پائیڈین کے ساتھ ایک خاص تناسب سے ملایا جائے تو اس کا اثر سو گنا بڑھ جاتا ہے۔ اس کے بعد اس کی معمولی سی مقدار بھی ایک صحت مند انسان کو منٹوں میں موت کے منہ میں دھکیل سکتی ہے۔ یہ زہر انسان کے پٹھوں پر حملہ آور ہوتا تھا اور انہیں توڑ پھوڑ دیتا۔ دل کے پٹھے بھی اس سے متاثر ہوتے ہیں۔ انسان بے حد تکلیف کے عالم میں تڑپ تڑپ کر جان دیتا ہے۔“

شیزل نے ماہر سے پوچھا۔ ”الگور والے کیس میں کیا پائیڈین کے ساتھ کس زہر استعمال ہوا ہے؟“

”بالکل...... میں سو فیصد یقین کے ساتھ اس بات کی تصدیق کر سکتا ہوں۔“

لائیڈ نے کہا۔ ”نیلا کوبرا میں نے پہلی دفعہ سنا ہے۔ کچھ اس کے بارے میں بتاؤ۔“

ماہر نے کہا۔ ”یہ کوبرا کی معدوم ہوتی قسم ہے۔ یہ دنیا میں چند ہی جگہوں پر پایا جاتا ہے۔ اتفاق سے یہ ہمارے ملک میں بھی پایا جاتا ہے۔“

یہ جان کر وہ تینوں چونک گئے۔ کرنل بالڈون نے بے صبری سے پوچھا۔

”ہمارے ملک میں کہاں پایا جاتا ہے؟“

ماہر نے کہا۔ ”تل ابیب کے پاس داؤدی ٹیلے کبھی ان کا مسکن ہوتے تھے مگر وہاں شجرکاری کے بعد یہ تیزی سے ختم ہو گئے ہیں۔ اگر کہیں ملے بھی تو وہیں ملیں گے۔“

تینوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ تینوں کے ذہن میں بیک وقت آیا تھا کہ عین ممکن ہے قاتل نے نیلے کوبرا کا زہر براہِ راست نیلے کوبرے سے ہی حاصل کیا ہو اور پائیڈین تو عام دستیاب تھی۔

کرنل بالڈون کے ذہن میں ایک خدشے نے سر اٹھایا تو اس نے ماہر سے پوچھا۔ ”اس زہر کا تریاق کون سا ہے؟“

ماہر نے جواب دیا۔ ”نیلے کوبرے کے زہر کا تریاق ہے مگر جب یہ زہر خاص تناسب کے بعد پائیڈین سے ملتا ہے تو ناقابلِ شکست ہو جاتا ہے۔ فی الوقت بدلی ہوئی ہیئت کا کوئی تریاق دریافت نہیں ہوا ہے۔“

چند اور سوالوں کے بعد ماہر کو رخصت کر دیا گیا۔

اسی دوران میں لنڈا نے ایک اور رپورٹ پیش کر دی تھی جو سامنے اسکرین پر نمایاں ہو گئی۔

الگور کے قتل سے پہلے اور بعد میں اس سارے علاقے میں ہونے والی کالز کا ریکارڈ تھا۔ ماہرین کی ایک ٹیم نے برق رفتاری سے ان کالز کا تجزیہ کیا تھا۔ ان کی رپورٹ مایوس کن تھی۔ اس عرصے میں کوئی ایک بھی ایسی کال نہیں تھی جو شکوک کے زمرے میں آتی۔

کرنل بالڈون میز پر انگلیاں چلاتے ہوئے پُرسوچ انداز میں بولا۔ ”مجھے لگتا ہے قاتل ہم سے ایک قدم آگے ہی ہے۔ اس نے الگور پر بہت مضبوط ہاتھ ڈالا ہے۔ ایسے زہر سے وار جس کا کوئی توڑ نہیں۔ زہر بھی ایسے طریقے سے حاصل کیا گیا ہے جس کی کھوج میں ابھی سے آگے بند گلی نظر آ رہی ہے اور یقیناً وہ اکیلا ہی ہے۔ اس کے ساتھ کوئی ہوتا تو وہ ضرور پہلے یا بعد میں اسے کال کرتا۔ ہمارے ماہرین ڈھکی چھپی گفتگو کو بھی لازمی بھانپ لیتے۔ میرا خیال ہے وہ، ہمارے طریقہ کار سے بخوبی واقف ہے۔“

لائیڈ بولا۔ ”فکر نہ کرو، وہ اپنی تمام تر مہارت کے ساتھ جلد ہی سامنے آنے والا ہے۔ فوٹیج سے ضرور کوئی نہ کوئی کلیدی کلیو ملے گا۔“

کرنل بالڈون نے کرسی کی بیک سے پشت لگائی۔ ”تم دونوں اب کیا کرنا چاہ رہے ہو؟“

آنکھوں ہی آنکھوں میں شیزل سے پہلے بولنے کی اجازت لے کر لائیڈ نے کہا۔ ”فوٹیج سے اگر کچھ نہیں ملتا تو میں یروشلم جاؤں گا۔ الگور کی خانگی اور پیشہ ورانہ زندگی کی چھان بین کروں گا اور مجھے یقین ہے الگور کے قاتل کو گھسیٹ کر لے آؤں گا۔“ دھیمی سی مسکراہٹ کے ساتھ بالڈون...... شیزل کی طرف متوجہ ہوا۔ شیزل بولی۔

”فوٹیج کے بعد میں داؤدی ٹیلوں کا رخ کروں گی اس کے علاوہ الگور کے حالیہ مشن کی روشنی میں دشمن ملک کا تعین کروں گی۔ ضرور آگے بڑھنے کا کوئی راستہ مل جائے گا۔“

لائیڈ کی آنکھوں میں تمسخر چمکا۔ ”تمہاری وجدانی طاقت نہ جانے کیوں اس طرف ہی سارا زور لگا رہی ہے۔ الگور سے متعلق معلومات لیک ہونا تقریباً ناممکن ہے۔ اگر ایسا ہے تو ہمارے پورے سسٹم پر سوالیہ نشان لگ جائے گا۔ پوری دنیا میں دشمنوں سے برسرِ پیکار ہمارے سیکرٹ ایجنٹس سے دشمنوں کے لیے کڑکتی بجلی جیسے ہمارے ایلیٹ کمانڈوز کی سلامتی داؤ پر لگ جائے گی۔“

شیزل کی خوب صورت پیشانی پر بل پڑ گیا۔ ”تو کیا ہم لوگ اس پہلو سے نظریں چرا کر الگور کے قاتل کو صرف اپنی صفوں میں تلاش کرتے رہیں۔“

لائیڈ کو یہ انداز برا لگا۔ اس کے چہرے پر سرخی دوڑ گئی۔ اس نے بولنے کے لیے منہ کھولا تو بالڈون نے اسے ہاتھ کے اشارے سے روک دیا۔

”آپس میں لڑنے سے بہتر ہے اس بارے میں ہیڈ کوارٹر سے رائے لے لیتے ہیں کہ کہیں الگور سے متعلق معلومات چوری تو نہیں ہوئیں اور ساتھ ہی اس کی فائل بھی منگوا لیتے ہیں۔“

چائے کے وقفے کے دوران ہیڈ کوارٹر سے مطلوبہ معلومات آ گئیں۔ یہ معلومات خاصی چونکا دینے والی تھیں۔ معلومات چوری تو نہیں ہوئی تھیں مگر ایک ماہ پہلے اس کی کوشش ضرور کی گئی تھی اور اس کوشش کو ناکام ”موساد“ ہیکرز کے ایک تین رکنی روسی گروپ کے تعاقب میں تھی۔

الگور کی فائل خاصی حساس تھی۔ اس کا تعلق ایلیٹ کلاس کے کمانڈوز سے تھا۔ الگور سمیت ایک چار رکنی گروپ نے حال ہی میں ایران کے اندر گھس کر ایک ایرانی ایٹمی سائنس داں کو اپنا نشانہ بنایا تھا۔

شیزل نے بے چینی سے پہلو بدلتے ہوئے کہا۔ ”کرنل! فوراً ہیڈ کوارٹر کو کہو ایران میں کارروائی کرنے والے باقی تینوں کمانڈوز کی حفاظت کا خاطر خواہ انتظام کرے اور ان تینوں کو بھی فوراً چوکنا کرنے کا انتظام کرو۔“

بالڈون کے ساتھ ساتھ لائیڈ کا چہرہ بھی ایک لمحے کے لیے دھواں ہو گیا۔ بالڈون نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا۔

''اتنی سنسنی پھیلانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ایسے کسی تھرسٹ کی جواب دہی مجھے ہی کرنی ہوگی۔ تم اپنے کام پر توجہ دو۔ کوئی کلیو ہاتھ آئے گا تو ہی میں ہیڈکوارٹر سے بات کروں گا نہیں تو ہمارا ڈیسک مذاق کا نشانہ بنے گا۔''

لائیڈ اپنے انچارج سے سوفیصد متفق تھا جبکہ شیزل بے بسی کے احساس کے ساتھ ہونٹ کاٹنے لگی۔

☆☆☆

اینی یونیورسٹی کے لیے جا چکی تھی۔ ایلپس اپارٹمنٹ میں اکیلا تھا۔ وہ ایک دفعہ پھر اسمال انڈسٹری ایریا کی طرف نکل کھڑا ہوا۔ اپنے گردوپیش سے وہ پوری طرح سے چوکنا تھا۔

اس نے دور ہی سے دیکھ لیا کہ پندرہ نمبر کوڑے دان کو ایک آوارہ گرد کھنگالنے میں مصروف تھا۔ کوڑے دان پر چاک کا مخصوص نشان دیکھتے ہی وہ سیدھا نکلتا چلا گیا۔ اس کے لیے آج کوڑے دان خالی تھا۔ اسے ایک دن چھوڑ کر آنے کا کہا گیا تھا۔

واپسی پر اس نے کچھ خریداری کی اور پھر اپارٹمنٹ میں آکر کھانا پکانے میں مصروف ہو گیا۔ اسے کھانا پکانا اچھا لگتا تھا۔

اینی شاویز یونیورسٹی سے آتے ہی اس کی بانہوں میں جھول گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ کھانے کے لیے بیٹھے تو اینی نے جھرجھری لیتے ہوئے کہا۔

''سینما میں بری طرح سے تڑپنے والا شخص ابھی تک میرے دماغ سے چپکا ہوا ہے۔ نہ جانے کیا بات ہے جب بھی کھانا سامنے آتا ہے، اس شخص کے منہ اور ناک سے نکلنے والا خون تصور میں آجاتا ہے اور بھوک مرجاتی ہے۔''

ایلپس نے اس کی پیٹھ سہلائی۔ ''تم اس واقعے کو ذہن سے نکالنے کی کوشش کرو، میں خود کو مجرم سا محسوس کرتا ہوں۔ سینما جانے کی خواہش میری تھی۔''

اس کے بعد کیسے ممکن تھا کہ اینی کھانا نہ کھاتی اور خود کو خوش باش ظاہر نہ کرتی۔

کھانے کے بعد اینی اپنے لیپ ٹاپ پر مصروف ہو گئی۔ اس کی پتلی پتلی انگلیاں بے حد مہارت اور برق رفتاری سے کی پیڈ پر رواں تھیں۔ یہ منظر ایلپس نے بڑی دلچسپی سے دیکھا تھا۔

اسکرین پر نظریں جمائے اینی چونک سی گئی۔ اس کے چہرے کا رنگ بدلا اور انگلیوں کی رفتار بھی قدرے مدھم پڑ گئی۔ تھوڑی دیر بعد اس نے لیپ ٹاپ بند کیا اور دھیمی سی آواز میں بولی۔

''مجھے اپنے چند کلاس فیلوز کے ساتھ مشترکہ اسائمنٹ تیار کرنے کے لیے جانا ہوگا۔''

''تو پھر چلی جاؤ۔ اس میں کیا قباحت ہے؟''

اینی نے جھجکتے ہوئے کہا۔ ''مجھے دیر ہو جائے گی۔ میں رات گئے ہی لوٹ سکوں گی۔''

ایلپس نے اسے بانہوں میں لیتے ہوئے مخمور سرگوشی کی۔ ''میں، تمہارے آنے تک جاگتا رہوں گا۔''

تھوڑی دیر بعد اینی رخصت ہو گئی۔ اس کے اپارٹمنٹ سے نکلتے ہی ایلپس تیزی سے حرکت میں آیا۔ اس نے اپنی ایک بلیو جینز اور بلیک ٹی شرٹ بالکونی کی ریلنگ پر پھیلا دی۔

اس کے بعد اس نے انتظار شروع کر دیا۔ اسے یقین تھا کہ اینی کسی خاص مقصد کے لیے ہی آج باہر گئی تھی۔ انتظار طویل تر ہوتا جا رہا تھا۔

رات نو بجے کے قریب اپارٹمنٹ کی بیل گنگنائی۔ باہر ڈلیوری بوائے تھا جو پیزا ڈلیور کرنے کے لیے آیا تھا۔ ایلپس کا ایسا کوئی آرڈر نہیں تھا مگر اس نے پیزا لے لیا۔

ڈلیوری بوائے کے رخصت ہوتے ہی اس نے بے صبری سے پیزا کا ڈبا کھولا۔ پیزا کی اشتہا انگیز خوشبو اس کے نتھنوں سے ٹکرائی۔ پیزا کے اوپر ہی ایک تہ شدہ کاغذ پڑا ہوا تھا۔ اس نے بے صبری سے وہ کاغذ اٹھا کر کھول لیا۔ کاغذ پر نظریں دوڑاتے ہوئے اس کی آنکھوں کی چمک دوچند ہو گئی تھی۔

کاغذ کو جلا کر اس نے راکھ فلیش میں بہائی۔ جینز اور ٹی شرٹ کو بالکونی سے اتارا اور مزے سے پیزا کھاتے ہوئے وہ سیٹی کی دھن پر ''خراب بھیڑیے سے کون خوف زدہ ہے'' گنگنانے لگا۔ آج کل پورا یورپ ہی اس گانے کے بخار میں مبتلا تھا۔

☆☆☆

مطلوبہ فوٹیج تیار ہو کر آ گئی تھیں۔ کرنل بالڈون، لائیڈ اور شیزل پھر سر جوڑے بیٹھے تھے۔ الگور کے گرتے لمحات میں وہ فوٹیج میں موجود ایسے افراد کو مانیٹر کر رہے تھے جنہوں نے الیکٹرانک سگریٹ یا سگار وغیرہ منہ میں دبا رکھا ہو۔ یہ بھی ممکن تھا کہ ربڑ کے بجائے قریب سے پھونک کے ذریعے سوئی ماری گئی ہو۔

اس کے علاوہ ایسے افراد جن کے ہاتھوں میں کوئی ڈبا وغیرہ ہو یا پھر انہوں نے اپنے ہاتھ جیکٹوں کی جیبوں میں

ڈال رکھے ہوں۔ وہ تیزی سے ایسے افراد کو علیحدہ کرنے لگے۔ جلد ہی وہ چھ افراد کو مشکوک فہرست میں ڈال چکے تھے۔

شیزل نے ایک ''بے جوڑ'' جوڑے کو نوٹ کیا۔ مرد مردانہ وجاہت کا شاہکار تھا اور لڑکی ایسی تھی کہ کوئی مرد اس پر دوسری نظر ڈالنا بھی گوارا نہ کرے۔

جس وقت الگور گرا تھا...... یہ جوڑا اس سے تقریباً آٹھ فٹ عقب میں تھا۔ درمیان میں اور بھی کوئی نہیں تھا۔ یہ جوڑا مشکوک ٹھہرا مگر شیزل نے کئی دفعہ اس فوٹیج کو دیکھا تھا۔ لڑکی کے دونوں ہاتھ ٹوٹی شاخوں کے مانند پہلوؤں میں گرے ہوئے تھے۔ خوبرو مرد کا ایک ہاتھ لڑکی کی کمر میں تھا اور دوسرا پہلو میں جھول رہا تھا۔ دوسرے لفظوں میں اس جوڑے کے ہاتھوں کے زاویے ایسے تھے کہ وہ الگور کو نشانہ نہیں بناسکتے تھے۔

شیزل نے اس فوٹیج کو مشکوک افراد کی لسٹ میں نہیں ڈالا البتہ وہ بے جوڑ...... جوڑا اس کے دماغ میں ضرور رہ گیا تھا۔ تھوڑی دیر میں ہی مشکوک افراد کی شناخت ہوگئی تھی اور انہیں پوچھ گچھ کے لیے حراست میں لے لیا گیا تھا۔

لائیڈ مشکوک افراد کا معاملہ اپنے دو ماتحتوں کے حوالے کر کے خود یروشلم کے لیے روانہ ہوگیا۔

☆☆☆

اینی شادیز رات گئے واپس آئی تو خاصی تھکی ہوئی لگ رہی تھی۔ ایلس نے اسے بانہوں میں لیتے ہوئے کہا۔

''اسائمنٹ مکمل ہوگیا؟''

''ہاں، ہوگیا۔'' اینی نے نگاہیں چرائیں۔

''کچھ کھاؤ گی؟ میں نے پیزا منگوایا تھا۔''

''تم نے کھالیا؟'' اینی نے الٹا سوال کیا۔

''ہاں، مگر تمہارے ساتھ کھانے کے لیے تھوڑی سی بھوک بچالی تھی۔''

اینی مسکرائی۔ ''کھانا تو میں نے بھی کھالیا تھا مگر تمہاری طرح تھوڑی سی بھوک بچالی تھی۔''

وہ دونوں ہنسنے لگے۔

ایلس پیزا گرم کر کے لے آیا۔ دونوں نے ایک دوسرے کو پیزا کھلایا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں بستر میں تھے۔ ایلس نے محسوس کیا کہ اینی آج مزید جاگنے کے موڈ میں نہیں ہے۔ صبح اسے یونیورسٹی بھی جانا تھا۔ اسے گڈ نائٹ کہہ کر ایلس نے لائٹ بجھادی۔ تھوڑی دیر میں اینی گہری نیند میں ڈوب گئی مگر ایلس کی آنکھوں سے نیند کوسوں دور تھی۔

پندرہ نمبر کوڑے دان سے ایلس کو لفافہ مل گیا تھا۔ اس دفعہ لفافے میں اینی شادیز کے متعلق بھی خاصی اہم معلومات تھیں۔ ایلس نے اینی کو آگاہ کیا کہ وہ ''ڈیڈ سی'' کی سیاحت کے لیے جانا چاہتا ہے اور دو، تین دن میں واپس آجائے گا۔

اینی کے لیے اس کی عارضی جدائی سوہانِ روح تھی مگر وہ ایلس کو روک بھی نہیں سکتی تھی بلکہ چند دن کے لیے ایلس کا چلے جانا ہی بہتر تھا۔ وہ ایک خاص کام میں مصروف تھی۔ ایلس کی غیر حاضری کے سبب وہ اس خاص کام کو اطمینان سے انجام دے سکتی تھی۔ اس خاص کام کی تکمیل کے بعد اس کے ہاتھ الہ دین کا وہ چراغ آجاتا جس کے بعد ہر خواہش پوری کی جاسکتی تھی۔

اینی نے آنکھیں موندلیں۔ ایلس کے ساتھ پوری دنیا کی سپر لگژری سیاحت، اب ان کی زندگی کا سب سے بڑا خواب تھا۔ اس حوالے سے وہ، ایلس کو سرپرائز دینا چاہتی تھی۔

ایلس جیریکو جانے والی ٹرین میں اپنی آرام دہ نشست پر آنکھیں موندے نیم دراز تھا۔ آس پاس خواتین کی بھی اچھی خاصی تعداد تھی جن میں سے بیشتر کی نگاہوں کا مرکز وہی تھا۔

ایلس کے دماغ کے گھوڑے مختلف سمتوں میں سرپٹ دوڑ رہے تھے۔ اس کی بچھائی بساط پر ہر مہرہ بہترین پوزیشن میں تھا۔ مخالف مہروں کی اگلی چالوں تک بھی اس کی گہری نظر تھی۔ وہ جانتا تھا کہ وہ جلد ہی موساد کے ''ریڈار'' پر آنے والا ہے۔

☆☆☆

موشے دانیال ہنگامہ پسند اور محفلوں کا دلدادہ نوجوان تھا۔ وہ بھی الگور کی ٹیم کا ممبر تھا مگر وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ الگور کس انجام کو پہنچ چکا ہے۔ رازداری کی محکمانہ پالیسی کے تحت ایک ٹیم کے طور پر کام کرنے والے بھی ایک، دوسرے کے بارے میں زیادہ نہیں جانتے تھے۔ ایک، دوسرے کے ساتھ ذاتی معلومات کے تبادلے پر بے حد سختی تھی۔

دانیال کا رہائشی اپارٹمنٹ ساحلی علاقے میں تھا، جہاں وہ باپ اور بڑی بہن کے ساتھ رہائش پذیر تھا۔ وہ جب بھی گھر پر ہوتا تھا تو صبح اور شام کو بحیرہ احمر کے ساحل پر طویل دوڑ لگانا اس کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔ کبھی کبھار باپ اور بہن بھی اس کے ساتھ ہوتے تھے مگر زیادہ دیر اس کا ساتھ نہیں دے پاتے تھے۔

ساحل پر لگے ایک فیسٹیول کو آج تیسرا دن تھا۔ دیگر

تفریحات کے ساتھ ساتھ ساحلی کھیلوں کا بھی بھرپور انتظام تھا۔ انہی میں سے ایک ساحلی ریسلنگ بھی تھی۔ پیشہ ور اور شوقیہ کھلاڑی اکثر ہی زورآزمائی کرتے نظر آتے تھے۔

دانیال فنِ حرب وضرب کا بے مثال کھلاڑی تھا۔ اس کھیل میں اس کی دلچسپی فطری تھی۔ شام کو وہ روزانہ ہی وہاں کچھ دیر کے لیے رکتا تھا۔

دانیال آج بھی وہاں رک گیا تھا۔ موسم معتدل تھا۔ ساحلی ہوا خوشگواریت کا احساس لیے ہوئے تھی۔ مصنوعی روشنیوں نے ماحول کو جگمگا رکھا تھا۔ دو فائٹر اس وقت بھی ریت پر زورآزمائی میں مصروف تھے۔ تماش بین بھی اچھی خاصی تعداد میں تھے۔ یہ سب زندہ دل لوگ تھے اور فائٹرز کو دل کھول کر داد دے رہے تھے۔

دانیال بھی اس ہجوم میں شامل ہو گیا اور دلچسپی سے فائٹ دیکھنے لگا۔ دُبلا پتلا اور لمبا سا لڑکا اپنے ہٹے کٹے حریف پر بھاری پڑ رہا تھا۔

ہجوم میں سے کچھ افراد لڑنے والوں پر شرطیں بھی لگا رہے تھے۔ یہ خون کو گرما دینے والا ماحول تھا۔ دانیال مکمل طور سے اس ماحول کا شکار ہو گیا۔

فائٹ ختم ہو چکی تھی۔ دُبلے پتلے لڑکے نے اپنے حریف کو چت کر دیا تھا۔ اس لڑکے پر شرطیں لگانے والے خوشی سے جھوم رہے تھے۔ ساؤنڈ سسٹم سے موسیقی کی تیز دُھنیں ماحول کو اور گرما رہی تھیں۔

تماش بینوں میں سے ایک چھوٹی سی نیکر اور بلاؤز میں ملبوس لڑکی نے رِنگ میں داخل ہو کر دُبلے پتلے فائٹر کو چوم لیا تھا۔ غالباً لڑکی اس کی گرل فرینڈ تھی۔ اس کی اس حرکت پر تماشائیوں نے خوب تالیاں بجائی تھیں۔

اسی وقت نیکر اور ٹی شرٹ میں ملبوس ایک بے حد خوبرو نوجوان نے دانیال کی طرف مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔

''میرا نام الپس ہے اور میں دو دلوں سے جسمانی مقابلوں کے اس کھیل میں تمہاری دلچسپی دیکھ رہا ہوں۔''

دانیال نے اس کا بڑھا ہاتھ تھام لیا۔ وہ ایک مضبوط ہاتھ تھا۔ ''میں دانیال ہوں۔ میرے لیے یہ کھیل واقعی دلچسپی کا باعث ہے۔''

''تم سے مل کر اچھا لگا۔ ہمارے درمیان ایک قدرِ مشترک ہے۔''

دانیال نے اسے بغور دیکھا۔ ''میں نے تمہیں پہلے نہیں دیکھا۔'' اپنی تربیت کے زیرِ اثر وہ لاشعوری طور پر اپنے اردگرد موجود لوگوں کو نظر میں رکھتا تھا۔

الپس کے دانت چمکے۔ ''کیا کہہ سکتا ہوں۔ میں نے تو تمہیں دوڑتا بھی دیکھا ہے۔ تمہارا اسٹیمنا قابلِ رشک ہے۔''

''شکریہ۔'' دانیال الجھن کا شکار ہو گیا تھا۔ یہ خوبرو نوجوان پہلے اس کی نظروں میں کیوں نہیں آیا تھا۔ اسے خود پر غصہ آ رہا تھا۔ گفتگو کا سلسلہ اس نے آگے بڑھایا۔

''تم کہیں باہر سے آئے ہو؟ تمہارا نام کچھ عجیب سا ہے۔''

''میں سیلانی ہوں۔ ویسے عجیب ہونے کے باوجود لوگ اکثر میرے نام کو پسند کرتے ہیں۔''

''ہاں، صوتی تاثر تو اس کا اچھا ہے۔'' دانیال نے اعتراف کیا۔ اس دوران اس نے محسوس کیا کہ الپس کی آنکھیں بے تاثر سی ہیں۔ انہیں اگر باقی چہرے سے علیحدہ کر کے دیکھا جاتا تو ان سلیٹی آنکھوں میں عجیب ہی پتھریلی سختی تھی۔

الپس نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ ''تم خاصے مضبوط اور توانائی سے بھرپور ہو۔ میں رِنگ میں اترنے کے لیے تمہیں چیلنج کرتا ہوں۔''

خون نے دانیال کی کنپٹیوں پر جوش مارا۔ اس نے چونک کر ان بے تاثر آنکھوں میں دیکھا۔ ''کیا یہ کسی قسم کا کوئی مذاق ہے؟''

''ہرگز نہیں، ہم دونوں ہی اس کھیل میں دلچسپی رکھتے ہیں تو ایک دوستانہ مقابلے میں کیا حرج ہے؟''

دانیال بھی ترنگ میں آ گیا۔ چیلنج کرنے کے سبب اس کے خون میں گرمی بھی پیدا ہو گئی تھی۔ اس نے ہامی بھر لی۔ مدِمقابل جسمانی طور پر تو خاصا مضبوط لگ رہا تھا مگر وہ اس بات سے بے خبر تھا کہ جسے اس نے چیلنج کیا ہے، وہ اسرائیل کے ایلیٹ کمانڈوز میں سے بھی چنیدہ تھا۔

بہرحال دانیال نے ہاتھ ہلکا ہی رکھنے کا فیصلہ کیا تھا۔

ان دونوں نے منتظمین کے پاس جا کر اپنی خواہش کا اظہار کیا تو انہوں نے نہ صرف بخوشی اس دوستانہ مقابلے کی اجازت دے دی بلکہ اسے باقاعدہ اناؤنس بھی کر دیا۔

یہ اعلان سنتے ہی وہاں موجود تماشائیوں نے تالیاں بجا کر اور پُرمسرت آوازوں کے ساتھ اپنے جوش وخروش کا اظہار کیا۔ ریفری پہلے سے موجود تھا۔ اس نے ان دونوں کو جوتے اتار دینے کے لیے کہا۔ دونوں نے جوتے اتار دیے تو ریفری نے روایتی طور پر ان کے جسموں پر ہاتھ پھیر کر تسلی کر لی کہ ان دونوں نے کسی قسم کا ہتھیار تو چھپا نہیں رکھا تھا۔

چند لمحوں بعد موٹے دانیال اور الپس ٹھنڈی ساحلی

ریت پر ایک دوسرے کے مقابل تھے۔

دانیال نے نظروں سے اس سیلانی کو تولا جو ڈھیلے ڈھالے سے انداز میں کھڑا تھا۔ دانیال کو خود پر یقین تھا۔ اس نے مدِمقابل کو چت کرنے کے لیے تیس سیکنڈ کا وقت طے کیا تھا۔

ریفری کے اشارے کے بعد باقاعدہ مقابلہ شروع ہو گیا۔

قدم جما کر دانیال نے اشارہ کیا۔ ”آؤ، اپنی صلاحیت ثابت کرو۔“

”میری خواہش تھی حملے میں پہل تم کرو۔“ الیس کا جواب آیا۔

دانیال نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پہل کی۔ اس کی ٹانگ برق کے مانند الیس کے سینے کی طرف اٹھی تھی۔ پلک جھپکتے اس نے جھکائی دی اور ہوا میں ہی ٹانگ کو گھما کر ”سویپ“ کیا۔

مدِمقابل کا چاروں خانے چت ہو جانا یقینی تھا مگر دانیال کو حیرت کا شدید جھٹکا لگا۔ الیس نے نہ صرف داؤ کو بھانپ لیا تھا بلکہ ہوا میں اچھل کر خود کو سویپ سے بھی بچا لیا تھا اور اس کے سر کے اوپر سے نکل گیا تھا۔

الیس کو نگاہوں سے اوجھل ہوتا دیکھ کر دانیال تیزی سے مڑا مگر تاخیر ہو گئی تھی۔ الیس کا پاؤں اس کے سینے سے ٹکرایا اور وہ لڑکھڑا گیا۔ شاندار داؤ، توڑ اور جوابی وار نے شائقین کو مبہوت کر دیا تھا۔ ریفری بھی شاک میں آ گیا تھا۔ اسے سمجھنے میں دیر نہیں لگی کہ یہ بڑے کھلاڑیوں کا کھیل ہے۔

شائقین نے ہوش میں آ کر تالیاں بجانی شروع کر دی تھیں۔ ساتھ ہی شرطیں لگانے کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا۔

دانیال کا چہرہ سبکی کے احساس سے سرخ ہو گیا۔ اس دفعہ اس نے سنبھل کر حملہ کیا۔ الیس اس کے ہاتھوں کی برق رفتار ضربات کو کامیابی سے بلاک کر رہا تھا۔ اسی موقع پر دانیال کی ٹانگ حرکت میں آئی۔ اس دفعہ الیس خود کو بچا نہیں پایا تھا۔ گھٹنے کے عقب میں لگنے والی ضرب نے اسے جھکنے پر مجبور کر دیا۔ اگلے ہی پل دانیال نے کندھے کی ضرب سے اسے گرا دیا۔

حساب برابر ہو گیا تھا۔ تماشائیوں نے شور بلند کیا۔ یہ شور دیگر افراد کو بھی متوجہ کر رہا تھا۔

اگلے چند منٹ ایک، دوسرے کو پچھاڑنے کے لیے ان دونوں کے درمیان شدید کشمکش ہوئی۔ طے شدہ طریقہ کار کے مطابق جو دوسرے کی پشت نیچے لگانے میں کامیاب ہو جاتا، وہی فاتح ٹھہرتا۔

الیس سے لڑتے ہوئے دانیال کو دانتوں پسینا آ گیا تھا۔ اسے بخوبی اندازہ ہو گیا تھا کہ مدِمقابل کوئی عام شخص نہیں ہے۔ اس کے حوالے سے دانیال کو زبردست کھوج لگ چکی تھی مگر فی الوقت اسے اپنی عزت بچانے کی فکر ہو رہی تھی۔

دس منٹ کی شدید جدوجہد کے بعد بھی کوئی مقابل کی پشت زمین سے لگانے میں کامیاب نہیں ہوا تھا۔ ریفری نے درمیان میں آ کر پہلے راؤنڈ کے خاتمے کا اعلان کیا۔ وہ دونوں علیحدہ ہو گئے۔

تماشائیوں میں سے فوراً ہی کچھ دونوں کے حامی نکل آئے تھے جو خود بخود ہی ان کی ٹیم بن گئے۔ ان کے لیے تولیے اور پانی وغیرہ آ گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد دوسرا راؤنڈ شروع ہو گیا۔ اب دو راؤنڈ پانچ، پانچ منٹ کے ہونے تھے۔ ان میں بھی فیصلہ نہ ہوتا تو پھر مقابلہ برابر قرار دے دیا جاتا۔

دوسرے راؤنڈ کے شروع میں ہی الیس، دانیال کے داؤ میں آ گیا۔ دانیال نے اسے عقب سے جکڑ لیا تھا۔ الیس گھٹنوں کے بل گر گیا تھا۔ اس کے بعد دانیال نے اسے ریت میں رگید کر رکھ دیا تھا مگر تمام تر کوشش کے باوجود بھی اسے پشت کے بل گرانے میں کامیاب نہیں ہوا تھا۔

دانیال کے حامیوں نے آسمان سر پر اٹھا لیا۔ فتح نزدیک تھی۔ وہ ایک آواز ہو کر دانیال کی ہمت بڑھا رہے تھے۔

دانیال کا اسٹیمنا کمال کا تھا۔ اسے حریف کی سخت جانی کا بخوبی اندازہ ہو گیا تھا۔ وہ اب حریف کو تھکانے کی کوشش میں تھا مگر حریف بھی نہ جانے کس مٹی کا بنا ہوا تھا۔ ریت میں رگیدے جانے کے باوجود اس میں تھکن کے معمولی سے بھی آثار نمودار نہیں ہوئے تھے۔ راؤنڈ کے اختتام کے قریب دانیال نے جھنجلا کر الیس کی گردن کے نیچے گھٹنے کی ضرب لگائی۔ یہ ضرب اچھے، بھلے بندے کو ہلا دینے کے لیے کافی تھی۔ ایک لمحے کے لیے الیس کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ گئے تھے۔

اس فاؤل پلے پر الیس کے حامیوں نے شور مچا دیا۔ دانیال نے الیس کو پلٹنے کی کوشش کی مگر آخری لمحے میں الیس سنبھل گیا۔ ساتھ ہی راؤنڈ ختم ہو گیا۔

انہیں علیحدہ کرتے ہوئے ریفری نے فاؤل پلے پر دانیال کو سخت تنبیہ کی۔

الیس نے گردن کو سہلاتے ہوئے ناراض نظروں

سے دانیال کو دیکھا تو دانیال نے معذرت کر لی۔

تولیے سے ریت وغیرہ جھاڑ کر الپس نے پانی کے دو گھونٹ لیے۔ دانیال نے چور نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔ اس کے تنفس کی رفتار نارمل تھی۔ دانیال کو احساس ہوا کہ اسے صحیح معنوں میں مدِمقابل آج پہلی دفعہ ملا تھا۔

تیسرا راؤنڈ شروع ہوا تو الپس عقاب کے مانند جھپٹا۔ اس کی ضربات نے دانیال کو بوکھلا دیا مگر اس کا دفاع ناقابلِ تسخیر رہا۔ ان ضربات کو اس نے کامیابی سے بلاک کیا تھا۔

وقت تیزی سے بیت رہا تھا۔ تماشائیوں میں قدرے مایوسی نمایاں تھی۔ اس فائٹ کا اختتام برابری کی طرف جارہا تھا۔

دانیال پر جھنجلاہٹ سوار ہوگئی تھی۔ وہ ہر صورت مدِمقابل کو چت کرنا چاہتا تھا۔ راؤنڈ کے آخری منٹ میں اس نے دفاع چھوڑ کر مکمل جارحانہ انداز اپنالیا۔ وہ مسلسل الپس کی گردن کی تاک میں تھا۔ گردن کو جکڑ کر وہ آسانی کے ساتھ الپس کو گراسکتا تھا۔ الپس نے جیسے ہی اس بات کو محسوس کیا، اس نے فوراً ہی جال بُن دیا۔ جھنجلاہٹ کے سبب دانیال کے سوچنے کی صلاحیت محدود ہوگئی تھی۔

پیٹ میں ایک ضرب کھانے کے بعد جیسے ہی الپس جھکا...... اس کی گردن ''ننگی'' ہوگئی۔ دانیال نے برق کے مانند تڑپ کر جھپٹ بھری۔ گردن کو جکڑنے سے پہلے ہی وہ...... الپس کے جال میں پھنس چکا تھا۔ اپنے دماغ کو نظرانداز کرنا اسے مہنگا پڑا تھا۔ جھکے جھکے الپس نے پینترا بدلا تھا۔ اپنی جھونک میں جیسے ہی دانیال اس کی رینج میں آیا...... الپس لٹو کے مانند گھوما۔ دانیال کو کمر سے تھام کر اس نے ہوا میں گھمایا اور اگلے ہی پل دانیال ریت پر چاروں خانے چت پڑا ہوا تھا۔

دانیال نے صرف زمین و آسمان کو اپنی جگہ بدلتے محسوس کیا تھا۔ اس کے بعد اسے محسوس ہوا کہ انہونی ہوگئی ہے۔ وہ مدِمقابل کی عیاری کا مقابلہ نہیں کرسکا تھا۔ تذلیل اور خجالت کے شدید احساس نے اسے سن کر دیا۔ وہ اپنی جگہ پڑا رہ گیا تھا۔ پلک جھپکتے ہی تبدیل ہوجانے والی اس صورت حال نے تماشائیوں کو بھی حیران کر دیا تھا۔ اگلے ہی لمحے قیامت کا شور بلند ہوا۔ الپس کے حامیوں نے آسمان سر پر اٹھالیا تھا۔ جیتنے والے باقاعدہ ناچ رہے تھے۔

الپس نے دانیال کی طرف ہاتھ بڑھایا تو دانیال نگاہیں چُراتے ہوئے اس کا ہاتھ تھام کر کھڑا ہوگیا۔ تماشائیوں نے اس دفعہ ان دونوں کے لیے تالیاں بجائی تھیں۔

اسی وقت منتظمین میں سے ایک بڑھی ہوئی توند والا شخص ان دونوں کے قریب آیا۔ اس نے بڑی گرمجوشی سے ان سے ہاتھ ملایا اور بولا۔ ''تم دونوں تو منتخب فائٹر ہو مگر تمہیں کبھی کسی رِنگ وغیرہ میں دیکھا نہیں ہے۔ کہاں سے کھیلتے ہو لڑکو؟''

الپس بولا۔ ''اس نوجوان کا تو پتا نہیں مگر میں آج پہلی دفعہ کسی اکھاڑے میں اترا ہوں۔''

توند والا فرمائشی ہنسی ہنسا۔ ''مذاق اچھا کر لیتے ہو...... خیر اس بات کو چھوڑو۔ میری تم دونوں کے لیے آفر ہے۔ میرے ساتھ آجاؤ اچھے خاصے پیسے کمالو گے۔''

الپس کے ساتھ ساتھ دانیال نے بھی اس کی پیشکش کو نرمی کے ساتھ رد کر دیا۔ وہ انہیں حیرت سے دیکھتا ہوا لوٹ گیا۔ اس کے بعد تماشائیوں نے ان دونوں کو گھیر لیا۔ ان سے بمشکل جان چھڑوا کر دونوں اکٹھے ہی وہاں سے نکلے۔

دونوں کے درمیان تناؤ آمیز خاموشی تھی۔ اس خاموشی کو الپس نے توڑا۔

''لگتا ہے اس دوستانہ مقابلے کو لے کر تم خائف ہو۔ میں کھلے دل سے اعتراف کرتا ہوں تم نے شروع سے آخر تک اپنی برتری قائم رکھی تھی۔''

دانیال نے کھوکھلی ہنسی کے ساتھ کہا۔ ''ہاں مگر فاتح تم رہے ہو۔''

''یہ محض اتفاقاً ہوا ہے۔''

''مجھے بہلانے کی کوشش نہ کرو، تم خود کو چھپا رہے ہو۔ مجھے یقین ہے تم کوئی بہت خاص الخاص شے ہو۔''

اس دفعہ الپس ہنسا۔ ''تمہارے اس گمان نے میرا سینہ چوڑا کر دیا ہے۔ میرے بارے میں مزید کچھ خیال آرائی کرو تو مجھے اچھا لگے گا۔''

باتیں کرتے ہوئے وہ دونوں فیسٹیول سے باہر نکل آئے تھے اور ساحل کے ایک ویران حصے میں پہنچ گئے تھے جہاں ملگجا سا اندھیرا تھا۔

''تم اپنے بارے میں خود ہی بتا دو تو زیادہ مناسب ہے۔ میں شدید تجسس کا شکار ہوگیا ہوں کہ تم نے بطور خاص مجھے مقابلے کی دعوت کیوں دی؟''

الپس کے لہجے نے رنگ بدلا۔ ''تم خود کو ناقابلِ تسخیر جو سمجھ بیٹھے تھے۔''

دانیال اس طرح اُچھلا جیسے اسے بچھو نے کاٹ لیا ہو۔ خطرے کا الارم بجا مگر سنبھلنے سے پہلے اسے بازو پر تیز چبھن کا

احساس ہوا۔ وہ برق رفتاری سے الپس پر جھپٹا مگر چہرے پر لگنے والی زوردار ضرب کے سبب الٹ کر گرا۔ دوبارہ سے اٹھنے کا یارا نہیں تھا۔ پورا وجود جیسے فولاد پگھلانے والی بھٹی میں جا گرا تھا۔

الپس اُس کے قریب بیٹھ گیا۔ ”تمہیں یاد تو ہوگا تم نے ایران میں بڑھک ماری تھی کہ ایرانی ماؤں نے ایسے بیٹے پیدا کرنے چھوڑ دیے ہیں جو مجھ جیسے اسرائیلی کا سامنا کر سکیں۔ دیکھ لو، تمہیں چت کرنے کے بعد میں نے جہنم واصل کیا ہے۔“

دانیال سن تو رہا تھا مگر جواب دینا اس کے بس میں نہیں تھا۔ شدید ترین اذیت اسے توڑے ڈال رہی تھی۔ اس نے بولنے کی کوشش کی تو منہ سے خون اُبل پڑا۔

الپس اسے چھوڑ کر اٹھ گیا۔ ساحلی سڑک پر ایک بند اسٹیشن ویگن اس کی منتظر تھی۔ ویگن میں ہی اس نے اپنا حلیہ بدلنا شروع کر دیا۔

☆☆☆

الکور کے بعد دانیال کا ٹارگٹ بننا معمولی بات نہیں تھی۔ موساد کے ہیڈ کوارٹر میں زلزلہ سا آیا ہوا تھا۔ یہ بات یقینی ہو گئی تھی کہ بیرونِ ملک کارروائیاں کرنے والا خاص گروپ اب خفیہ نہیں رہا۔ اس سے متعلق خفیہ معلومات لیک ہو گئی تھیں۔

سیکیورٹی پلان، کوڈز، رہائش گاہیں، سبھی کچھ تبدیل کیا جا رہا تھا۔

داخلی سلامتی کا ذمّے دار ڈیسک چونکہ پہلے ہی اس پر کام کر رہا تھا اس لیے تمام تر ذمّے داری اسے سونپ دی گئی تھی۔

کرنل بالڈون نے لائیڈ کو واپس بلا لیا تھا۔ شیزل کی تھیوری درست ثابت ہوئی تھی۔

ڈیسک آفس میں رات کے آخری پہر بھی کام ہو رہا تھا۔ لائیڈ ایک خصوصی ہیلی کاپٹر کے ذریعے تھوڑی دیر پہلے ہی پہنچا تھا۔ برق رفتاری سے ہونے والے کام کے سبب دانیال سے متعلق مفصل رپورٹ بن چکی تھی۔

تینوں کرتا دھرتا ایک دفعہ پھر کانفرنس روم میں تھے۔ کرنل بالڈون اپنی کرسی کے عقب میں کرسی پر ہاتھ رکھے کھڑا تھا۔ شیزل اور لائیڈ سُتے چہروں کے ساتھ اپنی نشستوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ بالڈون بولا۔

”دانیال کی جان ہماری کوتاہی کے سبب ضائع ہوئی ہے۔ اپنے سسٹم پر حد سے زیادہ اعتماد کے سبب ایسا ہوا ہے۔

اگر شیزل کی تھیوری کو فالو کرتے تو نہ صرف آج دانیال زندہ ہوتا بلکہ قاتل بھی ہماری گرفت میں ہوتا۔ خیر جو ہوا بُرا ہوا ہے۔ ہمیں اب آگے دیکھنا ہے۔"

لائیڈ بولا۔ "معذرت کے ساتھ دخل اندازی کر رہا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ الگور اور دانیال کی ٹیم کے باقی دو ارکان کو منظر سے غائب نہ کیا جائے۔ قاتل ضرور انہیں بھی نشانہ بنانے کی کوشش کرے گا اور اسے ہم اپنے جال میں پھنسا لیں گے۔ ان دونوں ارکان کے گرد ہمیں دائرہ بنا لینا چاہیے۔"

شیزل نے بھی اس کی تائید کی۔ کرنل نے بھی تعریفی نظروں سے لائیڈ کی طرف دیکھا اور پھر فون پر مصروف ہو گیا۔ یہ معاملہ کیونکہ ہیڈ کوارٹر کا تھا اس لیے وہیں سے اسے ہینڈل کیا جا سکتا تھا۔

ادھر سے فارغ ہو کر وہ تینوں دانیال والی رپورٹ کی طرف آئے۔ رپورٹ میں دانیال کی مصروفیات کی پوری رپورٹ تھی۔ الپس کے ساتھ ہونے والے مقابلے کی ویڈیو یوٹیوب پر اپ لوڈ ہو چکی تھی۔ یہ ویڈیو بھی رپورٹ کا حصہ تھی۔ وہ حیرت سے یہ مقابلہ دیکھ رہے تھے۔

دانیال کے مدمقابل کو دیکھ کر شیزل بُری طرح سے چونک گئی۔ یہ تو وہی نوجوان تھا جو الگور کے قریب بھی اپنی ساتھی لڑکی کے ساتھ موجود تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں انہوں نے واضح نتیجہ اخذ کر لیا۔

اس نوجوان کی تصویروں کے پرنٹ نکل کر آگئے۔ شیزل نے ان پر انگلی سے ضرب لگاتے ہوئے کہا۔

"میں سو فیصد یقین کے ساتھ کہہ سکتی ہوں کہ قاتل یہی ہے۔"

لائیڈ نے ذہن پر زور دیتے ہوئے کہا۔ "الگور کے آخری لمحات دیکھتے ہوئے یہ ہماری نظروں میں تو آیا تھا کیا وجہ تھی کہ ہم اسے پک نہیں کر سکے تھے۔"

شیزل نے اس کا جواب دیا۔ "ہماری تمام تر توجہ الگور کے گرد موجود افراد کے ہاتھوں پر تھی۔ اس نے الگور کو نشانہ بنانے کے لیے ہاتھ استعمال نہیں کیے اس لیے یہ مشکوک نہیں ٹھہرا تھا۔"

"اس نے کھوکھلے جوتے سے زہریلی سوئی ماری ہے۔" لائیڈ نے خیال آرائی کی۔

کرنل بالڈون نے کہا۔ "کھوکھلے جوتے سے درست ترین نشانہ لگانا معمولی بات نہیں ہے، قاتل بہت بڑا کھلاڑی ہے۔"

شیزل نے کہا۔ "اس کی مہارت اور عیاری پر تو دو رائے ہے ہی نہیں...... دیکھ لو اس نے کس طرح ہمارے چنیدہ کمانڈوز کو جسمانی مقابلے میں پچھاڑ کر اپنا نشانہ بنایا ہے۔"

کرنل بالڈون کی پیشانی پر مکڑی نے جیسے جالا سا بُن دیا۔ "مجھے تو یہ قاتل پاگل بھی لگتا ہے۔ دانیال کے ساتھ اسے جسمانی مقابلے کی کیا ضرورت تھی۔ وہ، دانیال کو خاموشی کے ساتھ بھی نشانہ بنا سکتا تھا۔ اس طرح تو اس نے خود کو عیاں کر دیا ہے۔ مجھے لگتا ہے جسمانی مقابلے کی کوئی بہت خاص وجہ تھی۔ میں خاصی اُلجھن کا شکار ہوں۔"

شیزل نے کہا۔ "تمہارے آنے سے پہلے میں نے دانیال کی فائل دیکھی ہے۔ وہ خاصا بڑبولا تھا۔ مجھے لگتا ہے یہ جسمانی مقابلہ اس کے بڑبولے پن کا نتیجہ تھا۔ ان لوگوں نے بیرونِ ملک صرف ایران میں کارروائی کی ہے۔ یقینی طور پر ایران نے اپنے ایٹمی سائنس دان کے قاتلوں کے خلاف اس کھلاڑی کو میدان میں اتارا ہے۔"

کرنل بالڈون بولا۔ "پھر تو وہ اکیلا ہو ہی نہیں سکتا۔"

شیزل لحظہ بھر کے لیے گہری سوچ میں غرق ہو گئی پھر بولی۔ "یقیناً وہ اکیلا نہیں ہے۔ اس کے ساتھ پوری ٹیم ہے اور مقامی سہولت کار بھی ہیں۔ تم نے اسے پاگل کہا تھا مگر لگتا ہے وہ ہمیں پاگل اور بے وقوف سمجھ رہا ہے۔ وہ، ہم سے کئی قدم آگے ہے اور ہمارے طریقہ کار کو بھی بخوبی سمجھتا ہے۔ اس نے بھرپور تسلی کے بعد دانیال پر ہاتھ ڈالا ہے۔ اس نے تسلی کر لی تھی کہ دانیال انڈر کور نہیں ہے۔ ایسا ہوتا تو وہ، دانیال کے قریب بھی نہ پھٹکتا یا پھر اس کا طریقہ کار مختلف ہوتا۔"

لائیڈ کو اپنے نیٹ ورک کی مضبوطی پر ضرورت سے زیادہ یقین تھا، بولا۔ "ایسے کیسے ہو سکتا ہے ایک ٹیم ہمارے ملک میں در آئے اور ہماری قومی سلامتی کے درپے ہو اور ہمارے اداروں کو خبر ہی نہ ہو۔ وہ لوگ رابطے کا کوئی ذریعہ تو استعمال کرتے ہوں گے۔ کمیونی کیشن میں ایک بھی مشکوک لفظ ہمارے جاسوسی کے جدید ترین سوفٹ ویئر کو متحرک کر دیتا ہے پھر ایران دشمن ملک ہے وہاں بھی جاسوسوں کی پوری فوج ہے۔ یہاں بھی مقامی مخبر اور ایجنٹ ہر شعبے میں موجود ہیں۔ یہ لوگ کیسے چھپے رہ سکتے ہیں؟"

کرنل بالڈون بھی اس سے متفق نظر آنے لگا تھا۔

اپنی تھیوری کی کامیابی کے بعد شیزل کا اعتماد بڑھ گیا تھا۔ وہ زیادہ حقیقت پسندی سے سوچ رہی تھی۔ اس نے کہا۔

''وہ بھرپور تیاری سے آئے ہیں۔ یقیناً انہوں نے ہمارے طریقہ کار کو سمجھنے میں وقت لگایا ہے۔ ممکنہ طور پر وہ ''اشاراتی زبان'' استعمال کر رہے ہیں۔ مقامی سہولت کار ورک پرمٹ پر اسرائیل میں آنے والے فلسطینی بھی ہوسکتے ہیں اور پیسوں کے بدلے کوئی اسرائیلی بھی خود کو بیچ سکتا ہے۔''

اسی وقت ٹیبل پر رکھا فون بجا۔ یہ خاص لائن تھی۔ کرنل بالڈون نے چونک کر فون اٹھایا۔ دوسری طرف سے وہ کچھ سنتا رہا پھر فون رکھتے ہوئے بولا۔

''قاتل سے متعلق مکمل رپورٹ آگئی ہے۔ الگور کے قتل کے وقت جو لڑکی اس کے ساتھ تھی، اس کی بھی شناخت ہوگئی ہے۔ وہ مقامی ہے۔'' تھوڑی دیر بعد اسکرین پر الپس سے متعلق رپورٹ چل رہی تھی۔

ارجنٹائن سے بطور سیاح اسرائیل میں داخل ہونے والے کا نام ہوگو سلاز تھا۔ وہ پیدائشی یہودی تھا۔ اس کی شناختی و سفری دستاویزات اصل اور مکمل درست تھیں۔

اس کے بعد دیگر دستیاب مصروفیات کی تفصیل تھی مگر کوئی قابلِ ذکر بات نہیں تھی۔

ایک مختصر نوٹ تھا کہ ارجنٹائن میں موساد کا فارن ڈیسک متحرک ہوگیا تھا۔

رپورٹ کے ختم ہوتے ہی بالڈون نے کہا۔ ''اس مقامی لڑکی اپنی شادیز کو اٹھا لیتے ہیں۔ ممکن ہے کوئی کلیو مل جائے ورنہ جیریکو سے تو وہ قاتل گدھے کے سینگوں کے مانند غائب ہوچکا ہے۔''

لائیڈ نے اختلاف کیا۔ ''لڑکی کو اٹھانے سے بہتر ہے اسے نگرانی کے جال میں رکھتے ہیں۔ ہوسکتا ہے قاتل ایک محفوظ پناہ گاہ کی طرف واپس لوٹے۔''

شیرل نے نفی میں سر ہلایا۔ ''وہ کبھی لوٹ کر نہیں آئے گا۔ تم نے دیکھا نہیں کہ وہ مردانہ وجاہت کا شاہکار ہے اور لڑکی بالکل گئی گزری ہے۔ اس نے صرف لڑکی کو استعمال کیا ہے۔ وقت ضائع کرنے کے بجائے لڑکی کو اٹھا لینا بہتر ہے۔ ہوسکتا ہے کوئی کلیو مل جائے۔''

لائیڈ نے کندھے اُچکا دیے۔ ''ٹھیک ہے۔''

بالڈون نے لائیڈ کو ٹاسک دیا۔ ''تم مقامی مخبروں کو متحرک کرو، غداروں کو ڈھونڈ نکالو۔ میں اور شیرل قاتل کو دیکھتے ہیں۔ مقامی سہولت کاروں تک تم پہنچ گئے تو قاتل تک پہنچنا آسان ہوجائے گا۔''

لائیڈ نے اثبات میں سر ہلایا تو کرنل بالڈون، شیرل کی طرف متوجہ ہوا۔ ''تمہارا کیا خیال ہے۔ قاتل کا اگلا قدم

کیا ہوسکتا ہے؟'' لاشعوری طور پر بالڈون، شیزل کی برتر ذہنی صلاحیت کو تسلیم کر چکا تھا۔

شیزل بولی۔ ''میرے ذہن میں مسلسل یہ بات کھٹک رہی ہے۔ اس کا ٹارگٹ ہمارا خاص گروپ ہے تو اس کا اگلا قدم کیا ہوسکتا ہے۔ دانیال کو کھلے عام نشانہ بنانے کے بعد وہ پوری طرح سے عیاں ہو چکا ہے۔ عیاں ہونے کے بعد تو باقی ماندہ گروپ کو نشانہ بنانا تقریباً ناممکن ہو گیا ہے۔ وہ جانتا ہے اس کے شکار کی بھرپور تیاری کی جا چکی ہوگی۔ خود کو عیاں کرنے کا اس کا کیا مقصد ہوسکتا ہے؟'' شیزل آنکھیں موند کر دماغ کے گھوڑے مختلف سمتوں میں دوڑانے لگی۔

لائیڈ بولا۔ ''ممکن ہے وہ ہمیں ٹرک کی بتی کے پیچھے لگا رہا ہو۔ اس کا اصل مشن اور ٹارگٹ کچھ اور ہو۔''

شیزل کے ساتھ ساتھ بالڈون بھی چونک گیا۔

شیزل نے پُرجوش انداز میں پاس بیٹھے لائیڈ کی ٹانگ پر ہاتھ مارا۔ ''تم گہرائی سے سیپ نکال لائے ہو۔ وہ کم بخت ہمیں اپنے پیچھے لگا کر اُلجھا رہا ہے۔ یقیناً اس کی ٹیم کسی اور ٹارگٹ پر کام کر رہی ہے۔ ہمیں ہر صورت اسے روکنا ہوگا۔''

لائیڈ کا چہرہ مسرت سے چمکنے لگا۔

بالڈون بولا۔ ''روکیں گے تو تب ہی نا جب ہمیں ان کے ٹارگٹ کا اندازہ ہوگا۔''

تعریف نے لائیڈ کا دماغ کھول دیا تھا۔ ''ایرانیوں کے دماغ پر صرف بدلہ سوار ہے۔ ان کا ٹارگٹ یقینی طور پر ہمارا کوئی اہم ایٹمی سائنس داں ہی ہوسکتا ہے۔ کام کی ابتدا وہ لوگ ہمارے ان کمانڈوز کو نشانہ بنا کر کر چکے ہیں جنہوں نے ان کے سائنس داں کو ٹارگٹ کرنے کے مشن میں براہِ راست حصہ لیا تھا۔''

یہ تھیوری بالڈون کے ساتھ ساتھ شیزل کے بھی دل کو لگی۔ بالڈون نے کھلے دل سے کہا۔

''ویل ڈن لائیڈ! مجھے فخر ہے کہ تم میرے نائب ہو۔''

لائیڈ کے چہرے کی چمک اور بڑھ گئی۔

شیزل بولی۔ ''ہمیں کسی ناقابلِ تلافی نقصان سے پہلے ان چوہوں کو بِل سے نکالنا ہوگا اور ایٹمی اثاثوں سے وابستہ اہم ترین سائنس دانوں کی سیکیورٹی پر خاص توجہ دینی ہوگی۔''

بالڈون بولا۔ ''میں آج ہی سفارشات ہیڈ کوارٹر بھیج دیتا ہوں...... مگر ہمیں کام کا آغاز کہاں سے کرنا ہوگا؟'' اس سوال پر ایک لمحے کے لیے خاموشی چھا گئی پھر شیزل بولی۔

''سب سے پہلے تو ہمیں جاننا ہے کہ قاتل ہے کون؟ ایران سمیت تقریباً دنیا کے بھی بہترین سیکرٹ ایجنٹس کا ڈیٹا ہمارے پاس ہے۔ اس کی شناخت ہوتے ہی ہم اس کے طریقہ کار کے بارے میں جان پائیں گے اور پھر اس کے مطابق اس کے خلاف لائحہ عمل طے کریں گے۔''

بالڈون کے چہرے پر تحسین نظر آئی۔ ''گڈ! دستیاب تصویروں اور فنگر پرنٹس سے اس کی اصلیت کھوجی جا سکتی۔''

شیزل نے مزید کہا۔ ''اس کے بعد ہمیں...... قاتل کو ڈھونڈنے کے ساتھ ساتھ اسے مزید کسی کارروائی سے بھی روکنا ہے۔''

لائیڈ نے گرہ لگائی۔ ''اور مقامی سہولت کاروں کو بھی دوسروں کے لیے عبرت کا نشان بنا دینا ہے۔''

بالڈون نے کہا۔ ''تو ٹھیک ہے...... کام شروع کرتے ہیں۔ سب سے پہلے تو اپنی شاویز کو اٹھانے کے لیے ٹیم روانہ کرتا ہوں۔''

☆☆☆

اینی شاویز پر جھنجلاہٹ سوار تھی۔ اسے اپنے مقصد میں کامیابی نہیں مل رہی تھی۔ ایک بہت بڑی رکاوٹ سامنے آ کھڑی ہوئی تھی اور اس رکاوٹ کو عبور کرنے کا بھی کوئی راستہ نہیں مل رہا تھا۔ وہ آج بھی اپنی پارٹنر پامی مورگن کے ساتھ گھنٹوں کی لاحاصل محنت کے بعد اپارٹمنٹ میں واپس آئی تھی۔

ایلس کی کمی بھی اسے کھل رہی تھی۔ ایلس کے پاس موبائل فون نہیں تھا ورنہ وہ اس سے کم از کم بات ہی کر لیتی۔ موبائل کنکشن کے لیے اسرائیلی حکومت کی پالیسی خاصی سخت تھی۔ سیاحوں کو اس کے لیے باقاعدہ وزارتِ داخلہ سے این او سی لینا پڑتی تھی۔

اینی کے ایک، دو دفعہ کہنے کے باوجود ایلس نے موبائل فون کی سم کے حصول میں کوئی خاص دلچسپی نہیں دکھائی تھی۔ اس کی البتہ درجنوں تصویریں اینی کے موبائل فون میں محفوظ تھیں۔ خود کو بہلانے اور جھنجلاہٹ دور کرنے کے لیے اینی ان تصویروں سے دل بہلانے لگی۔

اسے اپارٹمنٹ میں آئے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی۔ رات اپنے آخری پہر میں داخل ہو چکی تھی۔ ایلس کو آنکھوں میں سجائے، تکیے کو بانہوں میں بھینچتے ہوئے اینی، ایلس کے تصور میں گم تھی کہ بیرونی گھنٹی گنگنائی۔

اینی نے حیرت سے دیوار گیر گھڑی کی طرف دیکھا اور پھر سگریٹ سلگاتے ہوئے اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف

بڑھی۔ دروازے کے پاس نصب چھوٹی سی اسکرین پر اس نے باہر کا منظر دیکھا۔ انتہائی ایمرجنسی میں کام کرنے والے محکمے کے مخصوص زرد رنگ کی حفاظتی وردیوں میں ملبوس چار افراد کے علاوہ بلڈنگ کا رات کا انچارج باہر کھڑے ہوئے تھے۔

اینی رات کے انچارج سے بخوبی واقف تھی۔ اس نے بے دھڑک دروازہ کھول دیا۔ اس کو دیکھتے ہی رات کے انچارج نے معذرت خواہانہ انداز میں کہا۔

”تکلیف کی معذرت چاہتا ہوں۔ بلڈنگ میں گیس لیکج کی شکایت ملی ہے۔ تمہارے اپارٹمنٹ کو بھی چیک کرنا چاہتے ہیں یہ لوگ۔“

سگریٹ کا گہرا کش لیتے ہوئے اینی ایک طرف ہٹ گئی۔ ”آجاؤ، لیکن میں نے کسی قسم کی گیس کی بُو محسوس نہیں کی۔“

ایک زرد وردی والا بولا۔ ”ابھی چیک کر لیتے ہیں مس۔“

زرد وردیوں والے چاروں افراد کمرے میں پھیل گئے۔

اینی رات کے انچارج کی طرف متوجہ ہوئی۔ ”گیس لیکج سے کسی نقصان.....“ اس کا فقرہ ادھورا رہ گیا تھا۔ عقب سے اس کی گردن کے قریب ایک سرنج کی سوئی اتر گئی تھی۔

اینی کے حلق سے تیز سسکاری خارج ہوئی۔ سگریٹ اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے گر گئی اور اس کا جسم تیزی سے مفلوج ہونے لگا۔

ایک زرد پوش نے اسے گرنے سے پہلے سنبھال لیا۔ لمحوں میں اینی تاریکیوں میں ڈوب گئی۔

اینی کو آرام سے بیڈ پر لٹا کر زرد پوشوں کی ٹیم جدید آلات کی مدد سے فنگر پرنٹس وغیرہ لینے میں مصروف ہو گئی۔ تھوڑی دیر میں وہ فنگر پرنٹس کے ساتھ ساتھ بالوں کے بھی کچھ نمونے لینے میں کامیاب ہو گئی۔ اس کے بعد انہوں نے اینی کو ایک لفافے میں اس طرح پیک کیا کہ بادیُ النظر میں وہ سامان کے ڈھیر کے مانند نظر آنے لگی۔ ایک زرد پوش نے اسے کندھے پر ڈال لیا۔

باہر راہداری میں رات کے اس پہر انہیں دیکھنے والا کوئی نہیں تھا۔ رات کے انچارج کی رہنمائی میں وہ کارگو لفٹ کی طرف بڑھے۔ کچھ لمحوں بعد لفٹ انہیں لے کر بلڈنگ کی عقبی پارکنگ کی طرف جا رہی تھی۔ رات کا انچارج پسنجر لفٹ کی طرف گیا تھا۔

عقبی پارکنگ کی بیشتر روشنیاں گُل تھیں۔ ایک زرد رنگ کی مکمل بند گاڑی وہاں پہلے سے موجود تھی۔ ٹیم کے ارکان کو آتا دیکھ کر زرد رنگ کی گاڑی میں موجود ڈرائیور نے جلدی سے اتر کر گاڑی کا دروازہ کھول دیا۔

جیسے ہی وہ چاروں زرد پوش اینی کو لے کر گاڑی کے قریب پہنچے فضا میں ”ٹھک ٹھک“ کی مخصوص قسم کی آوازیں بلند ہوئیں۔ ڈرائیور سمیت زرد پوشوں کی کھوپڑیاں صاف اُڑ گئیں۔ اینی بھی نیچے گر گئی تھی۔ وہ پانچوں لمحوں میں دنیا کو ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر جا چکے تھے۔ پختہ فرش ان کے خون سے رنگین ہو گیا تھا۔

فوراً ہی تاریک گوشوں سے تین افراد برآمد ہوئے۔ ان کے ہاتھوں میں جدید ترین ساخت کے سائلنسر لگے ہتھیار تھے۔ انہوں نے اینی کو اٹھایا اور ایک بڑی گاڑی میں ڈال دیا۔ وہ تینوں گاڑی میں سوار ہوئے اور گاڑی تیزی کے ساتھ وہاں سے روانہ ہو گئی۔ اینی کا لیپ ٹاپ اور موبائل فون بھی انہوں نے ایک زرد پوش کے بیگ سے نکال لیا تھا۔ موساد کی ٹیم لاشوں کی صورت عقبی پارکنگ میں پڑی تھی۔ ان سے تھوڑی دور بلڈنگ کے سیکیورٹی روم میں موجود تین افراد کا عملہ بھی بندھا ہوا تھا اور بلڈنگ کے تمام سیکیورٹی کیمرے بھی اینی کو لے جانے والوں نے بند کر دیے تھے۔

اینی کی بے حسی کم ہو رہی تھی اور دماغ پر چھائے تاریکی کے بادل چھٹ رہے تھے۔ کوئی مسلسل اسے جھنجوڑتے ہوئے آوازیں دے رہا تھا۔ اینی کو یہ آواز مانوس سی محسوس ہو رہی تھی۔

چکراتے ہوئے سر کے ساتھ اُس نے آنکھیں کھولیں تو اس نے پامی مورگن کو خود پر جھکے پایا۔ پامی کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔ پامی کو دیکھ کر اینی کو شاک سا لگا۔ بدترین اندیشے سامنے آ کھڑے ہوئے۔ اینی نے اٹھنے کی کوشش کی تو سر بُری طرح سے چکرانے لگا۔ وہ دوبارہ سے تکیے پر گر گئی۔ ذہن بدترین اندیشوں کی تصدیق کر رہا تھا۔ آخرکار وہ دونوں شکنجے میں آ ہی گئی تھیں۔ ان سے برتر دماغ ان تک پہنچ ہی گئے تھے۔ زرد پوشوں کی ٹیم کے ساتھ بلڈنگ کے رات کے انچارج کا آنا اس کے دماغ میں موجود تھا۔

اسے یقین ہو گیا کہ وہ دونوں اسرائیل کی تحویل میں ہیں۔

پامی نے اس کے سر کے نیچے ہاتھ دے کر اسے اٹھایا اور پانی کا گلاس اس کے منہ سے لگا دیا۔ پانی کے چند گھونٹ حلق سے اترے تو اینی کے حواس قدرے بحال ہوئے۔ اس نے آنکھیں کھولیں۔ یہ ایک چھوٹا سا صاف ستھرا کمرا تھا۔

سوائے ایک فولادی دروازے اور واش روم کے وہ ہر سمت سے بند تھا۔ وسیع بیڈ پر پامی، اس کے قریب بیٹھی تھی۔
تھوڑی دیر بعد وہ اٹھ بیٹھی۔ پامی کی آنکھوں میں آنسو چمک اٹھے۔ وہ بولی۔ ''آخرکار ہم پکڑے گئے۔ ہمارے سب خواب ادھورے رہ گئے۔ اب ساری زندگی جیل میں گزرے گی یا پھر ایجنسیوں کے قیدخانوں میں۔'' وہ باقاعدہ رونے لگی۔
اینی نے اس کے گلے میں ہاتھ ڈال کر ساتھ لگایا۔
''اتنا مایوس ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم نے اپنے ملک یا کسی ملکی ادارے کے خلاف کام نہیں کیا۔ ہمارے ساتھ ضرور نرمی کا سلوک ہوگا۔''
پامی کی مایوسی کم نہیں ہوئی۔ وہ تلخی سے بولی۔ ''یہی نرمی ہوگی۔ سونے کے پنجرے میں قید کر دیا جائے گا اور ساری زندگی اداروں کے لیے کام کرنا ہوگا۔ ایسی نرمی سے مجھے مر جانا قبول ہے۔ بندشوں میں، میں گھٹ کر مر جاؤں گی۔''
اینی نے اس کی پشت پر ہاتھ پھیرا۔ ''خود کو سنبھالو! اتنی جلدی فیصلے نہ کرو، تمہیں کس طرح اٹھایا گیا ہے؟''
اینی نے اس کا سر گود میں رکھ لیا۔ وہ، اینی سے تین سال چھوٹی تھی اور اینی اس کے لیے چھوٹی بہنوں جیسی محبت محسوس کرتی تھی۔
''تمہارے جانے کے بعد میں ٹینشن ختم کرنے کے لیے تھوڑی دیر واک کے لیے نکل گئی تھی۔ واپس آئی تو میرے اپارٹمنٹ میں کوئی پہلے سے موجود تھا۔ میں اندر داخل ہوئی تو کسی نے میری ناک پر رومال رکھ دیا۔ زوداثر دوائی کے سبب میں ہوش وحواس سے بیگانہ ہوگئی تھی۔''
اینی نے پُرخیال انداز میں کہا۔ ''ہمیں تقریباً ایک ساتھ ہی اٹھایا گیا ہے۔ طریقہ کار پھر کیوں مختلف تھا۔ مجھے تو باقاعدہ کسی ادارے نے بلڈنگ انتظامیہ کی مدد سے اٹھایا ہے۔ خیر جو بھی ہے، سامنے آ ہی جائے گا۔'' آخر میں اس نے جیسے ہتھیار ڈال دیے۔
تھوڑی دیر گزری تھی کہ فولادی دروازہ کھل گیا۔ ایک بے حد سیاہ بالوں اور تانبے جیسی رنگت کا مالک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ناشتے کے لوازمات سے سجی ٹرے تھی۔ دروازہ عقب میں بند ہوگیا۔ دونوں لڑکیاں خوف زدہ نظروں سے نوجوان کو دیکھنے لگیں جس کے ہونٹوں پر بظاہر بڑی دوستانہ مسکراہٹ تھی۔
اینی نے اندازہ لگایا کہ نوجوان عرب النسل تھا۔
نوجوان نے ٹرے سائڈ ٹیبل پر رکھتے ہوئے نرم انداز میں کہا۔ ''میں ''اسپائیڈر گرلز'' کو خوش آمدید کہتا ہوں۔'' اس فقرے کے بعد یہ گنجائش بالکل ہی ختم ہوگئی تھی کہ ان کی شناخت ہونے میں کوئی کسر رہ گئی ہے۔
اینی نے سنبھل کر پوچھا۔ ''تمہارا تعلق کس ایجنسی سے ہے اور تم، ہمیں عجیب نام سے کیوں مخاطب کر رہے ہو؟''
نوجوان مسکرایا۔ عجیب سی مسکراہٹ تھی۔ اینی نے محسوس کیا کہ نوجوان کی آنکھوں میں جیسے اداسی منجمد ہوکر رہ گئی تھی۔ یہ آنکھیں اس کے ساتھ نہیں مسکرائی تھیں، نوجوان بولا۔
''انجان بننے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ تمہارے ساتھ میں کسی قسم کی سختی نہیں چاہتا۔''
پامی نے گود سے سر اٹھاتے ہوئے تلخ انداز میں کہا۔ ''ہمیں اغوا کرنے سے بڑھ کر بھی کوئی سختی ہوسکتی ہے؟''
نوجوان بولا۔ ''میری پوری بات سن لو، اس کے بعد مجھے یقین ہے کہ تم میرا شمار محسنوں میں کرنے لگو گی مگر پہلے ناشتا کرلو۔''
اینی نے کہا۔ ''ناشتے کو چھوڑو! پہلے بات کر لیتے ہیں۔''
نوجوان آمادہ نظر آنے لگا، وہ بولا۔ ''دنیا کی کئی ایجنسیوں کی طرح موساد بھی تمہارے تعاقب میں تھی۔''
اینی نے بےچینی سے اس کی بات کاٹی۔ ''کیا مطلب! تمہارا تعلق موساد سے نہیں ہے؟''
نوجوان نے نفی میں سر ہلایا۔ ''نہیں، بلکہ میں نے تم دونوں کو موساد کے جبڑوں سے چھڑایا ہے۔''
وہ دونوں حیرت سے ایک دوسرے کا منہ تکنے لگیں۔
نوجوان چند لمحے انہیں دیکھتا رہا پھر بولا۔ ''میں شروع سے تمہیں بتاتا ہوں۔ سب سے پہلے تو اپنا تعارف کروا دوں۔ میرا نام نجیب مالکی ہے۔ میرے بارے میں اتنا جاننا ہی تمہارے لیے بہتر ہے۔ میں گزشتہ اٹھارہ ماہ سے تمہارے تعاقب میں ہوں۔ یاد ہوگا ایران کی پارلیمنٹ کی ویب سائٹ کو ''ہیک'' کرنے کے بعد تم لوگوں نے بطور چیلنج اپنے ''نقشِ پا'' اس چیلنج کے ساتھ چھوڑے تھے کہ ہمیں ڈھونڈ کر دکھاؤ۔''
اینی اور پامی دوبارہ سے ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگیں۔
نجیب نے سلسلہ کلام جاری رکھا۔ ''تمہیں یقین تھا کہ کم از کم ایران میں تو کوئی اتنی صلاحیت نہیں رکھتا کہ تمہیں

ڈھونڈ سکے مگر یہ تمہاری غلط فہمی اور حد سے بڑھی خود اعتمادی تھی۔ اسی نقشِ پا کے سبب آج تم، میرے سامنے ہو۔ اب اسے اتفاق ہی کہا جاسکتا ہے کہ اسی وقت موساد نے بھی تمہیں کھوج لیا اور مجھے اس کے بھیانک جبڑوں سے تمہیں نکالنا پڑا۔"

اب کھلنے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہ گیا تھا۔ اینی بولی۔ "تم یہ زحمت نہ ہی کرتے تو اچھا تھا۔ ہم نے کبھی اسرائیلی مفادات کو زک نہیں پہنچائی۔ ہمیں "موساد" کا کوئی خوف نہیں ہے۔"

نجیب بولا۔ "بے شک تم نے براہِ راست کوئی زک نہیں پہنچائی مگر جس ہیکرز گروپ سے تم علیحدہ ہوئی ہو، انہوں نے تمہاری مدد سے اسرائیلی فضائی دفاعی نظام "تھاڈ" اور گولان کی پہاڑیوں کے دفاعی نقشے چرائے ہیں اور انہیں بلیک مارکیٹ میں بیچ دیا ہے۔ الیکٹرک چیئر تم سے زیادہ فاصلے پر نہیں ہے۔"

اس دفعہ "اسپائیڈر گرلز" کے چہروں پر ہوائیاں اُڑنے لگیں۔

نجیب نے مزید کہا۔ "اس کے علاوہ تم اسرائیل کے مربی اور سب سے بڑے فطری اتحادی امریکا کو تو بھول ہی گئی ہو۔ تمہارے بیچے ہوئے ڈیزائن ہی تھے جنہوں نے چائنا کے "ڈرون" پروگرام کی خاصی مدد کی ہے۔ وہ ڈیزائن تم نے چُرائے تھے۔ سی آئی اے آج بھی تمہارے تعاقب میں ہے۔"

وہ خاموش ہوا تو اینی نے مردہ سی آواز میں کہا۔ "تم چاہتے کیا ہو؟"

نجیب کے ہونٹوں پر فاتحانہ مسکراہٹ نمودار ہوئی وہ بولا۔ "فی الحال تو چاہتا ہوں تم دونوں اطمینان سے ناشتا کرلو، باقی باتیں بعد میں کرتے ہیں۔" یہ کہہ کر وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔ فولادی دروازہ بند ہوگیا تھا۔

☆☆☆

پانچ ایجنٹس کی ہلاکت نے موساد کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ موساد کے لیے یہ بات بے حد شرمندگی اور سبکی کا باعث تھی کہ تل ابیب جسے موساد کا گھر کہا جاتا تھا، وہاں کوئی ایسا گروپ موجود تھا جس نے نہ صرف اینی کو موساد کی گرفت سے نکال لیا تھا بلکہ اس کے پانچ ایجنٹس کو بھی ہلاک کر دیا تھا۔

موساد پوری طاقت سے کھڑی ہوگئی تھی۔ انہوں نے اندازہ لگا لیا تھا کہ مجرم جانتے تھے کہ موساد...... اینی کو اٹھانے والی ہے۔ وہ پہلے ہی سے گھات لگائے ہوئے تھے۔

یہاں دو سوال بڑی اُلجھن پیدا کر رہے تھے۔

پہلا سوال یہ تھا کہ مجرم اپنے طور پر بھی تو اینی کو اٹھا سکتے تھے پھر انہوں نے موساد کے اٹھانے کا انتظار کرتے ہوئے گھات کیوں لگائی۔ حالات و واقعات سے صاف اندازہ ہوتا تھا کہ یہ اتفاق نہیں ہوا تھا کہ جس وقت مجرم اینی کو اٹھانے کے لیے گئے...... موساد ٹھیک اسی وقت اینی کو اٹھا چکی تھی۔ کیونکہ موساد کی ٹیم کے حرکت میں آتے ہی مجرموں نے بلڈنگ کے سیکیورٹی روم کو قابو میں کرلیا تھا۔

دوسرا سوال...... اینی کی اہمیت کے متعلق تھا۔ اینی کیا اہمیت و اہلیت رکھتی تھی جس کے سبب اسے موساد کے شکنجے سے نکالا گیا تھا۔

شیزل کا کہنا تھا کہ یہ ایلس نامی قاتل کی بچھائی بساط تھی۔ نہ چاہتے ہوئے بھی موساد اس کی مرضی کی چالیں چلنے پر مجبور تھی اور ہر چال پر اس کی نظر ہوتی تھی۔ شیزل نے کہا تھا۔

"یہ کوئی گریٹ گیم ہے جو دھند میں چھپا ہوا ہے۔ اس کا توڑ نہ کیا گیا تو ناقابلِ تلافی نقصان ہوسکتا ہے۔" موساد کے بہترین دماغ سر جوڑے اس گریٹ گیم کو سمجھنے کی کوشش کررہے تھے۔

تحقیقاتی ٹیمیں بھی مصروفِ عمل تھیں۔ جو ٹیم اینی پر کام کر رہی تھی، اس نے جلد ہی پتا چلا لیا کہ اینی کی ایک خاص اور واحد فی میل دوست پامی بھی اسی رات سے غائب تھی جب اینی کو موساد کے شکنجے سے نکالا گیا تھا۔ یہ معلوم ہونے کے بعد صورتِ حال مزید گمبھیر ہوگئی تھی۔

دوسری ٹیم بھی محنت کر رہی تھی۔ سیکیورٹی کیمروں کے آف ہونے کے بعد چوراہے کا ایک کیمرا ان کا مددگار ثابت ہوا تھا۔ موساد کی ٹیم کی ہلاکت کے فوراً بعد ایک گاڑی اینی والی بلڈنگ سے نکلی تھی۔ شبہ تھا کہ اسی گاڑی میں قاتل اینی کو لے کر نکلے ہیں۔ مختلف کیمروں سے اس گاڑی کو مانیٹر کیا گیا تھا۔ آخری دفعہ وہ گاڑی ہائی وے کے قریب ایک سروس اسٹیشن کے کیمروں میں نظر آئی تھی۔ اس کے بعد اس کا کچھ پتا نہیں تھا۔ اس گاڑی کو تلاش کرنے کی سرتوڑ کوشش کی جاری تھی۔

شیزل، لائیڈ اور کرنل ہالڈون...... ایلس کی تلاش میں تھے مگر اسے تو جیسے آسمان نے اُچک لیا تھا مگر وہ تینوں جانتے تھے وہ اپنی کچھار میں شکار پر جھپٹنے کی تیاری کر رہا تھا۔ ان کی شدید خواہش تھی کہ جھپٹنے سے پہلے اسے دبوچ لیں۔ ایلس کی دستیاب تصویریں اور معلومات موساد کے ہر ایجنٹ اور مخبر

کے موبائل فون میں پہنچ چکی تھیں۔

☆☆☆

نجیب مالکی اور الپس آمنے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔
الپس ایک ادھیڑ عمر یہودی ربی کے روپ میں تھا۔ اس کا بہروپ اتنا مکمل تھا کہ کوئی بھی اسے پہچان نہیں سکتا تھا۔ اسی بہروپ میں اس نے جیریکو سے تل ابیب کا سفر کیا تھا۔
الپس کی آواز ابھری۔ ”کیا رہا نجیب؟“ اسے تل ابیب پہنچے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی۔
نجیب نے جواب دیا۔ ”سب کچھ منصوبے کے عین مطابق ہی ہوا ہے۔ ذاکر بھی کل خیریت سے پہنچ گیا ہے۔ دونوں لڑکیوں پر تھوڑا سا کام کرنا باقی ہے اور اس کے بعد تین مارچ کا صرف انتظار ہوگا۔“ آخری فقرہ کہتے ہوئے نجیب کی آنکھوں میں تجسد اداسی کے عقب سے لمحے بھر کے لیے آگ سی نمودار ہوئی تھی۔
اسی دوران ایک نوجوان لڑکی ٹرے میں چائے کے دو کپ اور دیگر لوازمات لے کر کمرے میں داخل ہوئی۔ اس نے بڑے تپاک اور گرمجوشی کے ساتھ الپس سے علیک سلیک کی۔ الپس نے بھی اٹھ کر اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تھا۔
لڑکی کے واپس جاتے ہی گفتگو کا سلسلہ دوبارہ سے شروع ہو گیا..... اور چائے اور دیگر لوازمات کے ساتھ بھی انصاف ہونے لگا۔
الپس نے پوچھا۔ ”دوسری طرف کی کیا خبریں ہیں؟“
”بظاہر باقی دونوں درندے اپنے معمولات میں لگے ہوئے ہیں مگر تین کلومیٹر کے دائرے میں ان کے گرد دو حفاظتی حصار ہیں۔ جدید ٹیکنالوجی جس میں نگرانی کے ہیلی کاپٹر اور ”شکاری ڈرون“ بھی شامل ہیں اور پچاس کے لگ بھگ ایجنٹ آپ کے ”انتظار“ میں ہیں۔“
چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے نجیب کے ہونٹوں پر زہریلی مسکراہٹ دوڑ گئی۔
الپس مطمئن نظر آنے لگا۔ توقع کے عین مطابق ”موساد“ کی تمام تر توجہ اس کی من چاہی جانب ہی مبذول تھی۔ اس نے کیک کا ٹکڑا حلق سے اتارتے ہوئے چائے کا گھونٹ لیا۔
نجیب بولا۔ ”ان دونوں درندوں کا شکار تو اب تقریباً ناممکن ہو گیا ہے۔“ یہ کہہ کر وہ، الپس کے چہرے کی طرف دیکھنے لگا۔ وہ جانتا تھا کہ سامنے بیٹھا شخص ناممکن کو ممکن میں بدلنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔
الپس نے کہا۔ ”کوئی بات نہیں..... میرے بعد کوئی اور آجائے گا۔ ان کی رگوں میں اتارنے کے لیے زہر وافر مقدار میں ہے۔“
نجیب نے عجیب سی نظروں سے اس کی طرف دیکھا اور قدرے تذبذب کے بعد کہا۔ ”ایک سوال کر سکتا ہوں؟“
الپس نے کپ کے اوپر سے آنکھ اٹھائی۔ ”جب سے ہمارا ساتھ ہوا ہے..... پہلی دفعہ ہی تم سوال کرنا چاہ رہے ہو؟“
اس کے انداز نے نجیب کو گڑبڑا دیا۔ ”وہ، بس کوئی خاص بات تو نہیں تھی مگر دل میں آ گیا تو سوچا پوچھ لوں۔“
الپس نے مختصراً کہا۔ ”دل میں آ گیا ہے تو پوچھ لو۔“
الفاظ جوڑ کر نجیب بولا۔ ”دونوں درندوں کو آپ نے ایک خاص قسم کے زہر سے ہی جہنم واصل کیوں کیا؟ ہم، آپ کو بہترین اور خاموش ہتھیار فراہم کرنے کے پابند تھے اور ہم نے انتظام بھی کر رکھا تھا۔ بس یہی بات دل میں چبھ سی رہی تھی۔“
الپس کے ہونٹوں پر اس کی مخصوص مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ یہ ایسی مسکراہٹ تھی جسے کوئی معنی نہیں پہنایا جا سکتا تھا۔ اس کے دہن سے سرسراتی ہوئی آواز برآمد ہوئی۔
”درندوں نے ہمارے عظیم سائنس داں محترم قاسم مشہدی کو جن خاص قسم کی گولیوں سے نشانہ بنایا تھا۔ وہ جسم کے اندر جا کر پھٹتی تھیں اور ان گولیوں کا نشانہ بننے والا موت سے پہلے بے حد اذیت برداشت کرتا تھا۔“
نجیب کو زہر کے استعمال کی سمجھ آنا شروع ہو گئی تھی۔
الپس نے مزید کہا۔ ”یہ زہر ان گولیوں سے بھی زیادہ تکلیف دیتا ہے۔ تشدد پسند ذہنی مریضوں کو انہی کے سکوں میں جواب دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور مقصد بھی تھا۔“
نجیب نے چونک کر سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔
”موساد کو بھٹکانا مقصود تھا۔ انہیں باور کرانا تھا کہ میں تنہا ہوں اور کسی جدید ہتھیار تک میری رسائی نہیں ہے اس لیے ایک جنگل میں ”بھٹکے“ کمانڈو کے مانند میں نے دستیاب وسائل سے جان لیوا ہتھیار بنا لیا ہے۔“
نجیب کے چہرے پر تحسین نظر آئی پھر اچانک ایک اور خیال نے اسے لرزا کر رکھ دیا۔ اس نے دبی آواز میں کہا۔
”آپ کی بالادست صلاحیت ہی نے تو مجھے زندگی کا سب سے بڑا جوا کھیلنے پر آمادہ کیا ہے۔ خدانخواستہ ہم ناکام

رہے تو امید کی جو آخری شمع ہے، وہ بھی بجھ جائے گی۔ لاکھوں فلسطینیوں کی سینہ کوبی مجھے قبر میں بھی چین نہیں لینے دے گی۔"

"ناکامی کا خوف ہی تو ناکامی کا پہلا زینہ ہے۔ تم کامیابی کے بارے میں کیوں نہیں سوچتے۔ ہمارا لگایا زخم تا قیامت بھرنے والا نہیں ہے۔ اسرائیل ہمیشہ اس زخم کو چاٹتا رہے گا۔ تمہارے ساتھ ہمارے زخموں پر بھی مرہم رکھا جائے گا۔ تم ان لاکھوں یتیم بچوں کے بارے میں کیوں نہیں سوچتے جن کی زندگیوں میں 5.2 ارب ڈالرز رنگ بھر دیں گے۔"

نجیب کی اداس آنکھیں خواب کی تکمیل کے رنگوں سے بھرنے لگیں۔

آخر میں الپس کا لہجہ روکھا اور چہرہ ہر رنگ سے عاری ہو گیا۔ "ویسے آج اور ابھی تمہارے پاس واپسی کا راستہ کھلا ہے۔ اس کے بعد یہ راستہ بند ملے گا۔ تمہارے پاس فیصلہ کرنے کے لیے پانچ منٹ ہیں۔" کپ رکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

نجیب بوکھلا کر بولا۔ "آپ غلط سمجھے...... میں نے صرف ایک وسوسے کا اظہار کیا تھا۔ میں اور میرے بیس جاں نثار اپنی کشتیاں جلا کر اور وسائل پھونک کر آئے ہیں۔ ہم واپس جانے کے لیے نہیں آئے۔ ہم اسرائیل کو "یادگار" سبق دے کر ہی رہیں گے۔" اس کی آواز آخر میں جذبات کی شدت سے لرز اٹھی تھی۔

"ٹھیک ہے مگر آئندہ وسوسوں کو زبان نہ دینا۔"

"معافی چاہتا ہوں، آئندہ احتیاط کروں گا۔" نجیب نے حقیقی شرمندگی سے کہا۔

الپس نے سر کو اثباتی جنبش دے کر کہا۔ "میں تھوڑی دیر آرام کر لوں۔ تم لڑکیوں پر کام کر لو۔"

پندرہ منٹ بعد نجیب دوبارہ سے اینی والے کمرے میں تھا۔ پہلے کے مقابلے میں دونوں لڑکیاں خاصی سنبھلی ہوئی تھیں۔ اینی نے اپنا سوال دہرایا۔

"تم ہم سے کیا چاہتے ہو اور ہمارے تعاقب میں کیوں تھے؟"

نجیب نے سرسراتے ہوئے لہجے میں کہا۔ "میں تم دونوں کی مدد سے مکاؤ کے ڈان اور کوکین کے سب سے بڑے ڈیلر آنجہانی فینگ ہن کی سوئس بینک میں پڑی 5.2 ارب ڈالرز کی لاوارث رقم حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ برسوں سے یہ رقم لاوارث پڑی ہے اور مجھے معلوم ہے کہ تمہاری نہ صرف اس رقم پر نظر ہے بلکہ تم اس کے حصول کے لیے ہاتھ، پاؤں بھی مار رہی ہو۔"

پامی نے کچھ کہنا چاہا تو نجیب نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روک دیا۔ "پہلے میری بات سن لو۔"

پامی نے سختی سے ہونٹ بھینچ لیے۔

نجیب نے لحظہ بھر اس کے تاثرات کا جائزہ لیا اور بات کو آگے بڑھایا۔ "میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ اصلیت چھپانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ تمہارا ایک سابقہ ساتھی پہلے سے ہمارے ساتھ ہے۔ تم دونوں سے بڑھ کر نہیں تو کم بھی نہیں ہے۔"

اینی بے ساختہ پوچھ بیٹھی۔ "کون ہے وہ؟"

نجیب مسکرایا۔ "تم کھل گئی ہو...... یہ اچھی بات ہے۔ اس کا اصل نام تو ذاکر ہے مگر تم دونوں اسے "بلیک سافٹ" کے نام سے جانتی ہو۔ تم تک پہنچنے میں اس کی خاص مدد شامل تھی۔"

اسپائیڈر گرلز نے بیک وقت طویل سانس لیا۔ بلیک سافٹ ایک متاثر کن ہیکر تھا۔

نجیب نے مزید کہا۔ "مجھے یقین ہے کہ تم تینوں مل کر اس ناممکن کو ممکن کر سکتے ہو۔"

اینی نے کہا۔ "اگر ہم اس کام سے انکار کر دیں تو ہمارے لیے کیا آپشن رہ جائے گا؟"

نجیب کی اداس آنکھوں میں ابھرنے والے تاثرات نے انہیں ڈرا دیا۔

"انکار کا آپشن نہیں ہے۔ تمہیں پاؤں کی طرف سے آہستہ آہستہ کاٹ کر بھی اس کام پر مجبور کیا جا سکتا ہے۔ تمہاری کارکردگی کو مانیٹر کرنے کے لیے بلیک سافٹ ہمارے پاس ہے۔"

نجیب نے ڈرامائی وقفہ دیا تو دونوں لڑکیاں ایک، دوسرے سے چپکی کانپ رہی تھیں۔ سامنے بیٹھے شخص کا لہجہ گواہ تھا کہ جو وہ کہہ رہا ہے، اس پر بعین عمل ہوگا۔

نجیب نے لمحاتی وقفے کے بعد کہا۔ "اس کے علاوہ وہ جلد ہی ایک شخص کو یہاں پہنچایا جانے والا ہے، جسے پور پور کٹتا اور اپنے ہی خون میں نہاتا شاید تم نہ دیکھ سکو۔" اس کی نگاہوں کا مرکز اینی تھی۔

اینی کو اپنا دل ڈوبتا محسوس ہوا۔ اندیشوں کو بمشکل دباتے ہوئے اس نے پوچھا۔ "کک...... کون شخص ہے وہ؟"

نجیب مسکرایا۔ "نام تو اس کا کچھ اور ہے مگر پیار سے تم

اسے ایلس کہتی ہو۔ ڈیڈی سیلے نکال لاچکے ہیں اُسے۔"

اینی کی آنکھوں سے جیسے آبشار پھوٹ پڑا۔ "خدا کے لیے اسے کچھ نہ کہنا، تم جیسا چاہو گے ویسا ہی ہوگا۔"

پامی نے روتی ہوئی اینی کو بانہوں میں لے لیا۔ وہ اینی کی مخلص دوست اور ساتھی تھی۔ اینی کے آنسو اس کی آنکھوں میں بھی چمکنے لگے تھے۔ وہ...... ایلس اور اینی کی پریم کہانی سے نہ صرف آگاہ تھی بلکہ اینی کی زندگی میں آنے والی بہار سے بے حد خوش بھی تھی۔

نجیب نے نرم انداز میں کہا۔ "بخدا میں ایسا نہیں چاہتا، تمہارے ساتھ بااعتماد ساتھی کے مانند کام کرنا چاہتا ہوں۔ رقم میں سے ایک ارب ڈالرز تمہارے ہوں گے۔ جنہیں تم من چاہے اکاؤنٹ میں بے شک پہلے ہی منتقل کر لینا۔ اس کے بعد تم دونوں کے ساتھ ایلس کو بھی دنیا کے جس ملک میں چاہو گی بحفاظت پہنچا دیا جائے گا۔"

اینی مسلسل روئے جارہی تھی۔ نجیب نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اسے سمجھاؤ، ذہن پر بوجھ نہ لے۔ تمہارے کہنے پر ہی میں نے انتہائی اقدام کا بتایا ہے۔"

نجیب دروازے کے قریب پہنچا تو پامی کی آواز نے اس کے قدم روک لیے۔ "میرے اپارٹمنٹ میں ہمارا پورا سسٹم لگا ہوا ہے یا تو ہمیں وہاں جانا ہوگا یا پھر وہ سسٹم یہاں چاہیے۔"

نجیب نے سر گھمایا۔ "سسٹم تمہارے ساتھ ہی یہاں پہنچ گیا تھا۔"

اینی نے رُندھی آواز میں کہا۔ "اور ایلس......"

"وہ بھی چند گھنٹوں میں تمہارے پاس ہوگا۔"

☆☆☆

شیزل کا دماغ تیزی سے گھوم رہا تھا۔ اس کے سامنے تصویر کے کئی ٹکڑے تھے جنہیں وہ اپنی جگہ پر بٹھانے کی تگ و دو میں مصروف تھی۔ انتہائی خوبرو ایلس نامی قاتل ایک کم صورت لڑکی کا یقیناً جذباتی استحصال کرتے ہوئے اسے سہولت کار کے طور پر استعمال کر رہا تھا مگر اس لڑکی کو موساد کے شکنجے سے انتہائی منظم طریقے سے نکالنے کی وجہ کیا ہو سکتی تھی۔ اگر اینی نامی وہ لڑکی کسی خاص راز سے آگاہ تھی تو محض ایک گولی سے اسے خاموش کروایا جا سکتا تھا۔

پامی کی پُراسرار گمشدگی بھی معما بنی ہوئی تھی۔ یقیناً پامی اور اینی کے درمیان کوئی کڑی تو ضرور تھی جو گمشدہ تھی۔ کچھ لوگ اس کڑی کو ڈھونڈنے کی کوشش کر رہے تھے۔

ہائی وے کے آس پاس وسیع پیمانے پر سرچ آپریشن کا آغاز ہو گیا تھا۔ شیزل نے جو اندازہ لگایا تھا، اس کے مطابق ایرانیوں کا انتہائی تربیت یافتہ اور منظم گروہ اسرائیل میں در آیا تھا۔ ایران کے اسرائیل مخالف عسکری گروہوں سے رابطے اور اعانت کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں تھی۔ ایرانی گروپ کو ایسے ہی کسی عسکری گروپ کی مدد حاصل تھی جو پہلے سے اسرائیل میں موجود تھا۔ ممکنہ طور پر ایسا کوئی فلسطینی عسکریت پسند گروپ ہی ہو سکتا تھا۔ دونوں گروپ مل کر یقینی طور پر اسرائیل کے مفادات کے خلاف کوئی بڑی کارروائی کے چکر میں تھے۔ ممکنہ طور پر یہ کارروائی کیا ہو سکتی تھی؟

شیزل نے اس پر خاصا سر کھپایا تھا۔ ایرانی بدلے کی آگ میں جل رہے تھے۔ اپنے ایٹمی سائنس داں کے قتل میں ملوث چار کمانڈوز کو ایلس نے اپنا شکار بنا لیا تھا۔ بظاہر بڑی کارروائی یہی لگ رہی تھی مگر دانیال کو جس انداز میں ایلس نے اپنا نشانہ بنایا تھا، وہ انداز کسی اور ہی طرف اشارہ کر رہا تھا۔

شیزل کا خیال تھا کہ ایلس...... موساد کو اپنے تعاقب میں اُلجھا رہا ہے اور اس کے گروپ کے دیگر ارکان کسی اور ٹارگٹ کے چکر میں ہیں۔ یہ مفروضہ سبھی کے دل کو لگا تھا۔ دوسرا ٹارگٹ کیا ہو سکتا تھا؟ اس پر سر کھپانے کے بعد سبھی شیزل کے اس خیال سے متفق تھے کہ ایرانی ایٹمی سائنس داں کے بدلے ایٹمی سائنس داں کو ہی نشانہ بنانے کے چکر میں ہیں۔ اس کے بعد ایٹمی سائنس دانوں کی فول پروف سیکیورٹی کے پلان کو یکسر نئے سرے سے ترتیب دیا جا رہا تھا۔

ایرانی ٹاپ ایجنٹس کی کھوج کے ساتھ ساتھ فلسطینی عسکریت پسند گروپس کی بھی جانچ پڑتال جاری تھی، مخبر ہر طرف خبروں کے حصول کے لیے سرگرم تھے۔

تصویر کا رخ واضح ہو رہا تھا مگر اینی شادیز اور پامی والے ٹکڑے کسی خانے میں فٹ نہیں بیٹھ رہے تھے۔ شیزل کا ذہن گھن چکر بنا ہوا تھا۔

اسی وقت ایک مخبر کی جانب سے اہم ترین خبر آ گئی۔ یہ مخبر ایک فلسطینی سوپر تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ ہائی وے کے ساتھ ایک نئی ہاؤسنگ سوسائٹی میں شبہ ہے کہ اس نے "حماس" سے ناراض ہو کر علیحدہ ہو جانے والے "الاقصیٰ بریگیڈ" کے اہم ترین رکن نجیب مالکی کو دیکھا ہے۔

الاقصیٰ بریگیڈ...... موساد کے ریڈار پر تھی۔ فلسطینی حریت پسند کھلے جا چکے تھے۔ ایران کی مدد سے کمر ٹی یہ واحد

تنظیم تھی جو بھرپور مزاحمت کر رہی تھی۔ موساد کو ہر صورت فلسطینیوں کی اس ''آخری امید'' کو بھی ختم کر دینے کے احکامات تھے۔
اینی شاویز کے اغوا کار ہائی وے کے پاس ہی آخری دفعہ دیکھے گئے تھے۔ اس تناظر میں یہ خبر بہت اہم تھی۔ موساد نے بڑی تیزی کے ساتھ اس ہاؤسنگ سوسائٹی میں جال پھیلانا شروع کر دیا۔
شیزل کی تھیوری درست ثابت ہو رہی تھی۔ ایران اور فلسطینی مل کر کام کر رہے تھے۔ اسی وقت ہیڈکوارٹر سے بھی خبر آ گئی کہ ایران کی خفیہ ایجنسی کا ٹاپ ایجنٹ میجر کمال منظر سے غائب تھا۔ میجر کمال کا قد وقامت اور شکل وصورت ایلس سے خاصی مشابہت رکھتی تھی۔ قوی امکان تھا کہ ایلس کے روپ میں میجر کمال ہی ہے۔
موساد کے ہیڈکوارٹر نے فوراً ہی ایک شاطرانہ منصوبہ ترتیب دے دیا۔ مبینہ میجر کمال کو زندہ گرفتار کرنے کے احکامات آ گئے تھے۔ تاکہ اسے دنیا کے سامنے پیش کر کے ایران کے خلاف بھرپور کارروائی کی راہ ہموار کی جاسکے۔

☆☆☆

اینی شاویز کتنی دیر ایلس کے گلے سے لگ کر روتی رہی تھی۔ ساتھ ساتھ اس کے ہاتھ ایلس کو ٹٹول بھی رہے تھے۔ اس نے آنسوؤں سے بھیگی آواز میں کہا۔
''تم ٹھیک تو ہو؟''
ایلس نے اسے بے تحاشا چوما۔ ''بالکل ٹھیک ہوں۔ تمہاری فکر نے مجھے پریشان کر دیا تھا۔''
اینی زبردستی مسکرائی۔ ''دیکھ رہے ہو...... میں بھی ٹھیک ٹھاک ہوں۔''
قریب کھڑی پامی انہیں یک جان دیکھ کر خوش ہو رہی تھی۔
جذبات کا ریلا گزر گیا تو اینی نے ایلس کا پامی سے تعارف کروایا۔ پامی، اسے غائبانہ طور پر جانتی تھی۔ اس نے ایلس کی درجنوں تصویریں دیکھ رکھی تھیں۔ اس نے بڑی گرمجوشی سے ایلس سے ہاتھ ملایا۔
اینی نے ساری صورت حال ایلس کے گوش گزار کر دی اور کہا۔ ''میں شرمندہ ہوں کہ میں نے یہ بات تم سے چھپائی کہ میں ہیکر ہوں۔ دراصل میں تمہیں سرپرائز دینا چاہتی تھی۔''
ایلس نے عام سے انداز میں کہا۔ ''یہ کوئی خاص بات نہیں ہے مگر سرپرائز والی بات بہت خاص ہے۔ سرپرائز کیا تھا؟''
اینی نے سر جھکا لیا۔ ''دراصل جس کام کے لیے نجیب کہہ رہا ہے، میں اور پامی کافی عرصے سے اس پر کام کر رہے ہیں۔ وہ لاوارث دولت ہے۔ کامیابی ہر دفعہ مٹھی سے پھسل جاتی ہے۔ میں، تمہیں سپر لگژری زندگی کا تحفہ اور سرپرائز دینا چاہتی تھی، ہم پوری دنیا کی سیاحت پر نکلتے۔'' اس کی آنکھوں سے مستی آمیز خواب جھانکنے لگے۔
ایلس نے اسے باہوں کے گھیرے میں دوبارہ سے لے لیا۔ ''تو اب کیا ہوا؟ ہم اب بھی سیاحت پر چلیں گے۔ میرے پاس زیادہ تو نہیں مگر اتنی دولت ضرور ہے کہ تم نے جو خواب آنکھوں میں سجایا ہے، اسے پورا کر سکوں...... تم ان لوگوں کو انکار کر دو بلکہ میں خود بات کرتا ہوں۔ تمہاری مرضی کے بغیر یہ کیسے زبردستی کر سکتے ہیں۔'' اینی کو چھوڑ کر وہ فولادی دروازہ پیٹنے لگ گیا۔
اینی نے جلدی سے آگے بڑھ کر اسے روکا اور ایلس کو حالات کی سنگینی سے آگاہ کیا تو ایلس سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ کچھ دیر میں اینی، اسے ''رام'' کرنے میں کامیاب ہو گئی کہ نجیب وغیرہ کے ساتھ مل کر کام کرنے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں تھا۔
اگلے دو دنوں تک اینی، پامی اور ذاکر مل کر سر کھپاتے رہے اور پھر ہاتھ کھڑے کر دیے۔ نجیب کا سامنا ہوا تو اینی نے کہا۔ ''اس دولت کے حصول کے لیے ہمیں سپر کمپیوٹر چاہیے۔ ظاہر ہے اس کا انتظام نہیں ہو سکتا۔'' اس کے انداز میں مایوسی ہی مایوسی تھی۔
نجیب مسکرایا۔ ذاکر اس حوالے سے پہلے بھی اپنے خدشے کا اظہار کر چکا تھا اور اب تو یہ بات یقینی ہو چکی تھی۔ اس نے پوچھا۔
''تمہیں جس قسم کا کمپیوٹر درکار ہے، وہ اسرائیل میں کہاں دستیاب ہے؟''
''ایک وزارتِ دفاع کے ہیڈکوارٹر میں ہے اور دوسرا سینٹرل ریزرو بینک آف اسرائیل میں ہے۔''
نجیب نے رمزیہ انداز میں پوچھا۔ ''اگر ان دونوں میں سے کوئی کمپیوٹر میسر آ جائے تو؟''
اینی نے بڑے مضبوط لہجے میں کہا۔ ''پھر دنیا کا کوئی کام بھی ناممکن نہیں رہے گا۔''
تھوڑی دیر بعد ایلس اور نجیب ایک بالکونی میں کھڑے تھے۔ سامنے ہی سینٹرل ریزرو بینک آف اسرائیل کی فلک بوس عمارت نظر آ رہی تھی۔

☆☆☆

موساد کے ایجنٹ آخرکار اس روسی ہیکرز گروپ تک پہنچ ہی گئے تھے جو اسرائیلی حساس معلومات کے درپے تھا۔ انہیں اب بے حد خفیہ طریقے سے روس سے کروشیا منتقل کیا جارہا تھا۔ جہاں سے انہیں اسرائیل لانے کے لیے ایک خصوصی طیارہ پہنچ چکا تھا۔

ان ہیکرز سے سنسنی خیز انکشافات کی توقع تھی۔

دوسری طرف تل ابیب میں ہائی وے کے ساتھ والی ہاؤسنگ سوسائٹی میں مختلف بہروپ میں موساد کے دو درجن سے زائد ایجنٹ متحرک تھے۔ جاسوسی کے جدید ترین آلات کی مدد سے ایک، ایک گھر اور فارم ہاؤس کو جانچا جارہا تھا مگر نجیب مالکی کا کوئی کھوج کھرا نہیں ملا تھا۔

پھر پہلی کامیابی ملی۔ ایک گھر خالی پڑا تھا جو ایک اسرائیلی تاجر کا تھا۔ تاجر کئی ماہ سے بیرونِ ملک گیا ہوا تھا۔ اس گھر کی جانچ کرتے ہوئے بالوں کے کچھ نمونے ملے تھے۔ الپس کے بالوں کا نمونہ موساد کے پاس تھا۔ یہ نمونہ اینی کے اپارٹمنٹ سے ملا تھا۔ دونوں نمونوں کا موازنہ ہوا تو یہ آپس میں میچ کر گیا۔

موساد کو الاقصیٰ بریگیڈ اور الپس کے گٹھ جوڑ کا یقین ہو گیا۔

تاجر کے منیجر نے تشدد کی چکّی میں پس کر زبان کھول دی تھی۔ اس نے یہ گھر منہ مانگے معاوضے پر کرائے داری کے قانون کی مکمل خلاف ورزی کرتے ہوئے ایک بڑی بیکری کے فلسطینی مالک کو کرائے پر دیا تھا۔

مقامی سہولت کاروں کا سرا موساد کے ہاتھ میں آخر آہی گیا تھا۔

الپس کی احتیاط پسندی نجیب مالکی کے کام آگئی تھی۔ جس نے پہلے ہی زبانی ہدایت کر دی تھی کہ اینی وغیرہ کے ہاتھ آنے کے بعد ٹھکانا تبدیل کرلیا جائے۔

موساد کو یقین تھا کہ وہ جلد ہی نجیب اور الپس کو ڈھونڈ نکالے گی۔

دوسری طرف میجر کمال کی کھوج بھی جاری تھی۔

☆☆☆

الپس اور نجیب اپنے منصوبے کو حتمی شکل دے رہے تھے۔ نجیب بولا۔ ”میرے ساتھی حرکت میں آنے کے لیے بے چین ہیں۔“

”ان کی بے چینی دور ہونے میں گھنٹے ہی تو رہ گئے ہیں۔ تم ایک دفعہ سارا پلان دہرا دو! جو تم نے اپنے ساتھیوں کو ذہن نشین کروا دیا ہے۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ کوئی سقم رہ تو نہیں گیا۔

نجیب گہرا سانس لے کر شروع ہو گیا۔

”مجھ سمیت ہم بارہ افراد ہیں جو چار چار کے گروپوں میں تقسیم ہیں۔ ہمارے پاس وافر مقدار میں دستی بم اور جدید رائفلیں بھرپور ایمونیشن کے ساتھ موجود ہیں۔ تین شاندار قسم کی گاڑیوں میں یہ سارا اسلحہ اور افراد مختلف مقامات پر موجود ہیں۔ آپ کے اشارے پر ہم حرکت میں آجائیں گے۔ ایک گاڑی میں اینی، پامی اور ذاکر کو لے جایا جائے گا۔“

ساری تفصیل جاننے کے بعد الپس نے مطمئن انداز میں سر ہلایا۔ ”یہ بات اپنے ساتھیوں کو ایک دفعہ پھر ذہن نشین کروا دینا کہ ہمارے درمیان کوئی مواصلاتی رابطہ نہیں ہوگا۔ جو جہاں ہے ڈٹا رہے۔ ہم نے خون کے آخری قطرے تک اسرائیلیوں کو بینک کی عمارت میں داخل ہونے سے روکنا ہے۔ تمہارے ساتھیوں کو صرف یہی ٹاسک دیا جارہا ہے۔ باقی سب نقاب میں رہیں گے اور گیس ماسک سے کسی پل غافل نہیں ہوں گے۔“

نجیب کے خون کی گردش تیز ہو گئی۔ ”آپ بے فکر رہیں۔“

☆☆☆

موساد کے ہیڈ کوارٹر میں جشن کا سماں تھا۔ انہیں ایک ایسی کامیابی ملی تھی جس کے لیے وہ برسوں سے سرگرداں تھے۔ کل تین مارچ کا دن تھا۔ الاقصیٰ بریگیڈ کے بانی کی برسی کا دن۔ برسی کے موقع پر الاقصیٰ بریگیڈ کی قیادت یکجا ہورہی تھی۔ جگہ کا تعین ہو گیا تھا۔ حتمی وقت طے ہونا باقی تھا۔

موساد تک یہ خبر پہنچ گئی تھی۔ الاقصیٰ بریگیڈ کی پوری قیادت کو اُڑانے کا شاندار موقع میسر آنے والا تھا۔ یہ خبر شیزل تک پہنچی... تو اس کے ہونٹوں پر فتح مندانہ مسکراہٹ دوڑ گئی تھی۔

الپس اور نجیب کے لیے ایک بھرپور شاک ظہور میں آنے والا تھا۔ ان کی پشت پر موجود حمایتی کسی بھی وقت لقمۂ اجل بننے والے تھے۔

☆☆☆

تین مارچ دوپہر کے تین بجے تین مضبوط باڈی کی مختلف میک اور ماڈلز کی گاڑیاں مختلف سمتوں سے سینٹرل ریزرو بینک کی جانب روانہ ہوگئیں۔ ایک گاڑی میں اینی اور پامی کے ساتھ نجیب، لیلیٰ اور ایک نوجوان ہاسط تھا۔

اینی اور پامی کو بے ہوشی کا انجکشن لگا دیا گیا تھا۔ وہ دونوں گاڑی کے عقبی اور محفوظ ترین حصے میں تھیں۔

ڈرائیونگ سیٹ پر باسط تھا۔ اس کے ساتھ لیلیٰ بیٹھی ہوئی تھی۔ عقبی نشست پر نجیب براجمان تھا۔ وہ تینوں مخصوص لباس میں تھے۔ ان کے وزنی بیگ ان کے قدموں میں پڑے تھے۔ رائفلیں بھی بیگز کے قریب کپڑوں کے نیچے پوشیدہ تھیں۔ وہ راستے میں آنے والی کسی بھی رکاوٹ سے نمٹنے کے لیے تیار تھے۔

دوسری گاڑی میں الپس کے ساتھ ذاکر تھا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر نجیب کا ایک ساتھی تھا۔ الپس نے حلیے میں معمولی تبدیلی کرلی تھی۔ نجیب کے دو اور ساتھی بھی عقبی نشستوں پر تھے۔ تیسری گاڑی میں بھی نجیب کے ساتھی تھے۔

ڈرائیور کے ساتھ والی نشست پر بیٹھے ذاکر کی انگلیاں گود میں رکھے جدید ترین لیپ ٹاپ پر تیزی سے رواں تھیں۔ فضا میں جیسے سنسنی کی نادیدہ لہریں ابھی سے کروٹ لینے لگ گئی تھیں۔

لیلیٰ، باسط اور نجیب کی ذمے داری بینک کے کنٹرول روم تک پہنچنا تھا۔ کنٹرول روم کے فولادی دروازے کے عقب میں وہ کئی گھنٹوں کے لیے محفوظ رہ کر اپنا کام کرسکتے تھے۔ بعد میں ذاکر کو بھی ان لوگوں کے ساتھ مل جانا تھا۔

الپس کو دو لڑکوں کے ساتھ سب سے اہم ذمے داری نبھانی تھی۔ کنٹرول روم سے ملحق پاور روم کا کنٹرول اس کے ذمے تھا۔ برقی رو معطل ہونے کی صورت میں یہاں جدید ترین اسٹینڈ بائی جنریٹر تھے جنہیں رواں رکھنا بے حد ضروری تھا۔

انٹرنیٹ سروس کی معطلی کی انہیں فکر نہیں تھی۔ سُپر کمپیوٹر براہِ راست سٹیلائٹ انٹرنیٹ سے منسلک تھا۔

نجیب کے دیگر ساتھیوں کی ذمے داری سیکیورٹی فورسز کو بینک کی عمارت کے اندر داخل ہونے سے روکنا تھا۔ اس مقصد کے لیے انہوں نے بطور ڈھال بینک کے عملے کو بھی یرغمال بنانا تھا۔ یہ عام بینک تو تھا نہیں اس لیے یہاں عام افراد کی آمد و رفت نہ ہونے کے برابر تھی۔

سب سے اہم کردار ذاکر کا تھا جس نے بینک کے تمام سیکیورٹی سسٹم کو ہیک کرلیا تھا۔ ایک بٹن دباتے ہی بینک کا تمام کنٹرول اس کے ہاتھ میں چلا جاتا۔ ہنگامہ خیزی کا آغاز ہوگیا۔ بینک کے داخلی راستے پر تعینات سیکیورٹی والوں نے تیزی سے اپنی طرف آتی جیپ کو دیکھ کر ہتھیار سیدھے کرلیے۔

عقب میں موجود ذاکر نے یہ دیکھتے ہی بٹن دبایا۔ خود کار فولادی گیٹ خودبخود ہی کھلنے لگا۔ یہ دیکھ کر سیکیورٹی والوں میں کھلبلی مچ گئی۔

نجیب نے دستی بم کھڑکی سے سیکیورٹی والوں کی طرف اُچھال دیا۔ سماعت شکن دھماکے کے ساتھ ہی پہلی جیپ بینک میں داخل ہوگئی۔ باقی دونوں جیپیں بھی اس کے پیچھے تھیں۔

دو چیک پوسٹوں سے گاڑیوں پر فائرنگ ہوئی جس کا مؤثر جواب فوراً ہی دیا گیا۔

ذاکر کی انگلیاں تیزی سے حرکت میں آئیں۔ بینک کی مرکزی عمارت کا فولادی دروازہ کھل گیا۔ تینوں جیپیں سیڑھیوں پر اچھلتی، کودتی باری باری اس فولادی دروازے سے گزر کر بینک کے مرکزی ہال میں پہنچ گئیں۔ فولادی دروازہ عقب میں بند ہوگیا تھا۔

☆☆☆

روسی ہیکرز نے زبان کھول دی تھی۔ موساد کے ہیڈ کوارٹر میں کلیدی سیٹ پر بیٹھی ایک ادھیڑ عمر عورت نے ہیکرز میں سے ایک کی میل ہیڈ کوارٹر کے کمپیوٹر پر کھول لی تھی۔ اس غلطی کا بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے روسی ہیکرز ''نقب'' لگانے میں کامیاب ہوگئے تھے۔

انہوں نے اعتراف کیا کہ تھرڈ مین کے توسط سے انہوں نے ہی ''ایلیٹ کمانڈوز'' کی شناخت ایران کو فروخت کی تھی۔ اس کے علاوہ انہوں نے یہ بھی انکشاف کیا کہ وزارتِ دفاع کی عمارت کی سیکیورٹی سمیت متعدد عمارات کے دفاعی نظام کی حساس معلومات اور کوڈز بھی انہوں نے ایرانیوں کو بیچے تھے۔

یہ ایک زلزلہ تھا جس نے موساد کے ہیڈ کوارٹر سے لے کر وزیراعظم ہاؤس تک کو ہلا دیا تھا۔

بات سے بات نکلتی رہی۔ بار بار ''اسپائیڈر گرلز'' کا نام سامنے آرہا تھا...... جو بھی اس گروپ کے ساتھ مل کر کام کرتی رہی تھیں۔ یہ دونوں لڑکیاں اسرائیلی تھیں۔ اس سے زیادہ روسی ہیکرز ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتے تھے۔

موساد کا سائبر ونگ برق رفتاری سے اسپائیڈر گرلز کی کھوج میں لگ گیا۔

شیزل، لائیڈ اور کرنل بالڈون کے درمیان دھواں دھار گفتگو کا سلسلہ جاری تھا۔

لائیڈ بولا۔ ''یقینی طور پر ایرانی اور فلسطینی دہشت گرد مل کر کسی بڑے ٹارگٹ کو ہٹ کرنا چاہتے ہیں۔ ممکنہ طور پر یہ ٹارگٹ وزارتِ دفاع کی عمارت ہوسکتی ہے۔ بڑی عیاری

سے انہوں نے ہمیں ایلیٹ کمانڈوز کی حفاظت میں اُلجھا کر اپنی راہ ہموار کرلی ہوگی۔ نیا سسٹم اور کوڈز وغیرہ کی تبدیلی کے لیے کافی وقت چاہیے۔ وہ نہ جانے کتنا آگے بڑھ چکے ہیں۔''

بالڈون بولا۔ ''وزارتِ دفاع کے علاوہ کوئی اور ٹارگٹ بھی ہوسکتا ہے...... کوئی ''سوفٹ ٹارگٹ''......'' اس پر بھی دھیان دینے کی ضرورت ہے۔ وزارتِ دفاع تو ان کے لیے موت کا پھندا ثابت ہوسکتی ہے۔''

لائیڈ نے پُرخیال انداز میں کہا۔ ''جن عمارتوں کی حساس معلومات لیک ہوئی ہے، ان میں سب سے سوفٹ ٹارگٹ تو مرکزی ریزرو بینک ہی ہے۔ بینک میں ان دہشت گردوں کی کیا دلچسپی ہوسکتی ہے۔ وہ جانتے ہیں نہتے لوگوں کو ٹارگٹ کیا گیا تو ہمارا سخت ترین ردِعمل سامنے آئے گا۔''

شیزل گہری سوچ میں غرق تھی۔ وہ باہر نکلتے ہوئے بولی۔ ''ایرانیوں کا بدلہ لینے کی خاطر ہمارے کمانڈوز کو نشانہ بنانا اور ان کے فطری اتحادی فلسطینی دہشت گردوں کا ان کی ہر ممکن مدد کرنا بھی سمجھ میں آرہا ہے۔ ہمیں ایک محاذ پر اُلجھا کر دوسری طرف وار کرنا بھی کہانی میں اپنی جگہ پر درست بیٹھ رہا ہے...... کہیں فٹ نہیں ہورہیں تو اینی شاویز اور اس کی دوست پامی۔ پامی پُراسرار طور پر غائب ہے۔ اینی کو ہماری تحویل سے اُچک لیا گیا ہے۔ اس کا ضرور کوئی خاص الخاص مقصد ہے۔ الپس نامی غیر معمولی صلاحیتوں کا مالک ہے۔ اگر وہی میجر کمال ہے تو میجر کمال کی فائل بھی اسے غیر معمولی ہی بتاتی ہے۔ ہمیں اس خاص مقصد تک پہنچنا ہے، نہیں تو کوئی بڑا نقصان ہوجائے گا۔''

بالڈون اور لائیڈ کو سوچنے کے لیے نئی راہیں مل گئیں۔ شیزل کا اٹھایا نقطہ واقعی پریشان کن تھا۔

لائیڈ بولا۔ ''الپس نے اس لڑکی اینی شاویز کو غالباً پہلے سے ہی اپنی محبت کے جال میں پھنسا رکھا تھا۔ تم نے دیکھا تو ہے وہ کتنی غیر پُرکشش لڑکی ہے۔ ایک خوبرو مرد کی بھرپور توجہ اس کی عقل پر پردہ ڈالنے کے لیے کافی ہے۔ اس نے کسی خاص مقصد کے لیے ہی اسے پھنسایا تھا۔ رہائش وغیرہ کے لیے تو اسے مقامی سہولت کار میسر تھے ہی۔ ایک عام سی اسٹوڈنٹ لڑکی اس کے لیے اتنی خاص کیسے ہوسکتی ہے؟''

اینی اور پامی کے تحقیقات کاروں نے بتایا تھا کہ وہ دونوں الگ تھلگ اور قدرے عجیب سی تھیں۔ دونوں ہی کمپیوٹر سائنس کی طالبات تھیں اور غیر معمولی طالبات تھیں۔

یہ سوچتے ہوئے شیزل کے دماغ میں پھلجھڑی سی چھوٹی۔ اس نے ہیجانی انداز میں کہا۔

''فرض کرو، وہ دونوں لڑکیاں ''اسپائیڈر گرلز'' نامی غیر معمولی ہیکرز تھیں تو ان کی کیا اہمیت بنتی ہے۔'' یہ کہتے ہوئے شیزل ہیجان کے سبب اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اپنے الفاظ پر اسے ایمان کی حد تک یقین آگیا تھا۔ وہ حلق کے بل چیخی۔

''ان لوگوں کا ٹارگٹ سینٹرل ریزرو بینک ہے۔ سُپر کمپیوٹر دو غیر معمولی ہیکرز کے ہاتھ آگیا تو سمجھ سکتے ہو وہ کیا قیامت برپا کرسکتی ہیں۔''

لائیڈ اور بالڈون کے چہرے دھواں ہوگئے۔ اسی وقت خاص فون کی گھنٹی بجی۔ بالڈون نے چونک کر فون اٹھایا۔ دوسری طرف سے کچھ سنتے ہی اُس کا چہرہ زرد ہوگیا اور آنکھیں شیزل پر جم گئیں۔

فون رکھ کر اس نے کھینچ کر اپنی ٹائی ڈھیلی کی۔

لائیڈ نے بے چین ہوکر پوچھا۔ ''کیا ہوا؟''

اس نے مردہ سی آواز میں کہا۔ ''دہشت گردوں نے سینٹرل ریزرو بینک میں گھس کر عملے کے درجنوں افراد کو یرغمال بنالیا ہے۔''

شیزل نے وحشت کے عالم میں اپنے سنہرے بال نوچ ڈالے۔ ساری کہانی اُسے سمجھ آگئی تھی۔

☆☆☆

سریعُ الحرکت کارروائی نے ابتدائی برتری دلا دی تھی۔ صورتِ حال مکمل طور سے الپس کے کنٹرول میں تھی۔ بینک کے دو سینئر عہدیداران کے فنگر پرنٹس اور آنکھوں کو شناخت کرکے کھلنے والا کنٹرول روم کا فولادی دروازہ ذاکر کے ایک اشارے پر کھل گیا تھا۔ کنٹرول روم دیکھ کر لگتا تھا جیسے ناسا کی کوئی لیبارٹری ہو۔

ذاکر تیزی سے اپنے کام میں مشغول ہوگیا تھا۔ لیلیٰ اور نجیب...... اینی اور پامی کو ہوش میں لانے میں لگ گئے تھے۔ ذاکر نے بینک کی درجنوں منزلوں پر مشتمل بلڈنگ کے سارے دروازے اور لفٹس لاک کردی تھیں۔ بیرونی حملہ آوروں کے خلاف بینک کی عمارت میں دو ہیوی مشین گنز اور ایک ملٹی پل راکٹ لانچر کا کنٹرول اب ذاکر کے پاس تھا۔ کئی اسکرینوں پر وہ عمارت کے اندر اور باہر کے مناظر دیکھ سکتا تھا۔

سبھی افراد نے اپنے چہرے نقابوں میں ڈھانپ رکھے تھے۔ نجیب کے ساتھیوں نے بینک میں موجود ملازمین

کے ہاتھ پشت پر باندھ کر انہیں مرکزی ہال میں ایک جگہ بٹھا دیا تھا۔ ان یرغمالیوں کے چہروں پر ابھی سے موت کا خوف زردی بن کر اتر آیا تھا۔

دو لڑکے ان یرغمالیوں کے پاس تھے۔ باقیوں نے مختلف جگہوں پر کنٹرول سنبھال لیا تھا۔ الپس نے اپنے زیرکمان دونوں لڑکوں کو بہترین جگہ پر پوسٹ کر دیا تھا۔ وہ خود پاور روم کے اندر تھا۔

دیکھتے ہی دیکھتے پولیس اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کی درجنوں گاڑیاں بینک کے فولادی گیٹ کے سامنے جمع ہو گئیں۔ نجیب کی آنکھوں میں دیوانگی کی چمک اُبھری۔ اس نے ذاکر سے کہا۔

''ان لوگوں کو ذرا ٹریلر دکھاؤ۔''

ذاکر نے اثبات میں سر ہلایا۔ ایک گول ہینڈل کو اس نے دائیں، بائیں گھماتے ہوئے سرخ رنگ کا بٹن دبایا۔ ہیوی مشین گنز سماعت شکن گھن گرج کے ساتھ سامنے موجود گاڑیوں پر آہن و آگ برسانے لگیں۔ باہر قیامت کا منظر تھا۔ فلسطینیوں کے کسی ممکنہ حملے کے خوف سے جو سسٹم خفیہ طور پر نصب کیا گیا تھا وہ آج اسرائیلیوں پر ہی قہر بن کر ٹوٹ پڑا تھا۔

فائرنگ کی زوردار آواز سے یرغمالیوں میں سراسیمگی پھیل گئی تھی۔ کئی خواتین رونے اور چلّانے لگ گئیں۔ ان پر تعینات لڑکوں نے ڈرا دھمکا کر انہیں خاموش کر دیا تھا۔

ذاکر نے ایک اور بٹن کو چھیڑا۔ خیرہ کن روشنی اور زوردار دھماکوں نے فولادی گیٹ کے قریب دو گاڑیوں کے چیتھڑے اُڑا دیے۔ کئی زخمیوں اور چند لاشوں کے ساتھ تھوڑی ہی دیر میں سبھی گاڑیاں وہاں سے غائب ہو چکی تھیں۔ تباہ ہونے والی دونوں گاڑیوں کے جلتے ہوئے ٹکڑے ہر طرف پھیلے ہوئے تھے۔

نجیب کی اداس آنکھوں میں یہ منظر دیکھ کر نشہ سا اتر آیا تھا۔ غاصب درندوں کی پسپائی سینے میں جلتی آگ کے لیے اکسیر ثابت ہوئی تھی۔ ناک میں ٹپکائی جانے والی دوا کے سبب اینی اور پامی کو جلد ہی ہوش آ گیا۔ بدلا ہوا منظر دیکھ کر ان کی آنکھوں میں خوف آمیز حیرت سمٹ آئی تھی۔ پامی نے پھٹی پھٹی سی آواز میں پوچھا۔

''ہم کہاں ہیں؟''

نجیب نے اطمینان سے جواب دیا۔ ''سینٹرل ریزرو بینک آف اسرائیل کے کنٹرول روم میں۔''

اینی کی آنکھیں پھیل گئیں۔ ''کیا کہہ رہے ہو؟ اپنے ساتھ ہمیں بھی مرواؤ گے۔''

''جب تک زندہ ہوں، تم پر آنچ نہیں آنے دوں گا۔'' نجیب کا مضبوط تر لہجہ اس کے ارادوں کا گواہ تھا۔ ''یہاں سے نکلنے کا فول پروف منصوبہ ہے۔ تم بے فکر ہو کر کام پر لگ جاؤ، ہمارے پاس زیادہ ٹائم نہیں ہے۔''

اینی نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ ''الپس کہاں ہے؟''

''وہ بھی یہیں پر ہے۔''

''میں پہلے اس سے ملنا چاہوں گی۔''

نجیب پر طیش آمیز جھنجلاہٹ حملہ آور ہوئی۔ اس نے بمشکل خود کو کنٹرول میں رکھا اور کنٹرول روم سے باہر نکل گیا۔

تھوڑی دیر بعد الپس اپنے اصل حلیے میں کنٹرول روم میں تھا۔ نجیب نے اس کی کنپٹی کے ساتھ رائفل کی نال لگا رکھی تھی۔

الپس نے کچھ دیر اینی کے ساتھ تسلی تشفی کی باتیں کیں تو اینی کو کچھ ڈھارس بندھی۔ الپس بولا۔

''تم بے فکر ہو کر اپنے کام کی طرف دھیان دو، میں نے ان لوگوں کا پلان سنا ہے۔ یہ واقعی ہمیں یہاں سے بحفاظت نکال لے جائیں گے۔''

اینی نے قریب آ کر الپس کا ہاتھ چوما اور پھر سپر کمپیوٹر کے سامنے ایک گدیلی نشست سنبھال لی۔ پومی اس کے برابر میں آ بیٹھی۔ اگلے چند منٹوں میں وہ اپنے کام میں مصروف ہو چکی تھیں۔

نجیب، الپس کو چھوڑ کر واپس کنٹرول روم میں آ گیا۔ اس نے کاغذ کا ایک ٹکڑا اینی کے سامنے رکھا۔

''یہ چوبیس مختلف آف شور کمپنیوں کے اکاؤنٹس ہیں۔ ہمارے حصے کے پیسے ان اکاؤنٹس میں منتقل کر دو۔ اپنے حصے کا ایک ارب ڈالر تم اپنی مرضی کے اکاؤنٹس میں منتقل کرنے کے لیے آزاد ہو۔''

اسپائیڈر گرلز میں سے کسی نے بھی نظر اٹھا کر اس پرچی کی طرف نہیں دیکھا۔ ان کی نظریں تیزی سے بدلتے اسکرینوں کے مناظر پر تھیں اور انگلیاں برق رفتاری سے حرکت کر رہی تھیں۔

☆☆☆

پورے اسرائیل میں غیر اعلانیہ سیکیورٹی ایمرجنسی نافذ کر دی گئی تھی۔ انٹرنیٹ سے منسلک تمام ایٹمی اور ہائی ٹیک ہتھیاروں کو ڈی فیوز کیا جا رہا تھا۔ اس وقت سے کوئی بھی دشمن ملک فائدہ اٹھا سکتا تھا۔ تینوں افواج کو ہائی الرٹ کر دیا گیا تھا۔ موساد کا چیف یروشلم سے تل ابیب کے لیے پرواز کر

چکا تھا۔ فی الحال کمان کرنل بالڈون کے پاس تھی۔ ہاٹ لائن پر وزیراعظم آفس مسلسل بالڈون سے رابطے میں تھا۔ وزیراعظم ہاؤس میں ہنگامی اجلاس جاری تھا۔

داخلی سلامتی کے ڈیسک آفس میں لائیڈ، کرنل بالڈون سے کہہ رہا تھا۔

''اس سے پہلے کہ سُپر کمپیوٹر کی مدد سے وہ ہم پر کوئی قیامت ڈھائیں یا پھر کوئی عظیم مالی زک پہنچائیں۔ ہمیں بمباری کر کے مرکزی بینک کی پوری عمارت کو ملیامیٹ کر دینا چاہیے۔'' یہ کہتے ہوئے اس کا لہجہ سرد اور چہرہ سپاٹ ہو گیا تھا۔

شیزل نے فوراً اختلاف کیا۔ ''ہوش کے ناخن لو، ہمارے درجنوں افراد کو انہوں نے یرغمال بنا رکھا ہے۔ جن لوگوں کے دیے ٹیکس سے ہمیں تنخواہ ملتی ہے، تم انہیں مارنے کی بات کر رہے ہو؟''

لائیڈ کے تاثرات میں فرق نہیں آیا۔ ''عظیم تر اسرائیل کے مفاد میں، میں تو اپنے موقف پر قائم ہوں۔''

بالڈون بولا۔ ''اتنے سخت گیر موقف کی ضرورت نہیں ہے۔ ان کے ہاتھ سُپر کمپیوٹر آیا ہے جو بے شک خاص الخاص ہے مگر ایٹم بم تو نہیں ہے۔ ویسے بھی ہم حفاظتی انتظامات کر رہے ہیں۔ تم کوئی قابلِ عمل پلان دو، ہنگامی اجلاس کے بعد مجھے وہ وزیراعظم کے سامنے رکھنا ہے۔''

لائیڈ نے ہونٹ سختی سے بھینچ لیے۔

شیزل بولی۔ ''سب سے پہلے تو مرکزی بینک کے سیکیورٹی سسٹم کو جام یا پھر دہشت گردوں سے واپس چھیننے کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے پورے سائبر ونگ کو استعمال کرتے ہیں۔'' اچانک ہی ایک خیال آنے پر وہ چونکی اور چٹکی بجاتے ہوئے بولی۔

''لوہے کو لوہے سے کاٹتے ہیں۔ روسی ہیکرز ہمارے پاس ہیں۔ انہیں ''زندگی'' اور مراعات کا جھانسا دے کر سائبر ونگ کے ساتھ کام پر مجبور کرتے ہیں۔ بینک کی عمارت کا بلیو پرنٹ منگوالو، سیکیورٹی سسٹم جام ہو گیا تو اندر گھسنے کا کوئی راستہ مل جائے گا۔ میں ٹیم کے ساتھ خود اندر جاؤں گی۔''

کرنل بالڈون کے چہرے پر زندگی کی قدرے رمق نظر آئی۔ ''گڈ! وزیراعظم کے لیے میرے پاس کم از کم کوئی منصوبہ تو اب ہے۔''

اسی وقت اسکرین پر ایک رپورٹ نمایاں ہو گئی۔ بینک پر حملے کے فوراً بعد شیرول نے لائیڈ سے چند سفارشات مرتب کی تھیں۔ یہ اُن کا جواب تھا۔

بینک کو بجلی سپلائی معطل کرنے سے متعلق جواب آیا تھا کہ اس کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔ بینک کے اسٹینڈ بائی پاور فل جنریٹرز دو دن تک بلاتعطل پاور سپلائی بحال رکھ سکتے تھے۔

انٹرنیٹ سروس معطل کرنے سے متعلق جواب آیا تھا کہ اس کا بھی کوئی فائدہ نہیں تھا۔ بینک کو انٹرنیٹ سروس براہِ راست مصنوعی سیارے سے مل رہی تھی اور اس مصنوعی سیارے کو بھی بینک کے سُپر کمپیوٹر سے ہی کنٹرول کیا جاسکتا تھا۔

شیزل نے دل ہی دل میں اعتراف کیا کہ الپس کا ہوم ورک مکمل تھا۔ اس کی صلاحیتوں نے شیزل کو متاثر کیا تھا۔ اس کا سامنا کرنے کی خواہش شدت سے سر ابھار رہی تھی۔

شیزل بولی۔ ''ہمارا ٹارگٹ بینک میں گھس کر پاور روم کو اُڑانا ہے۔ تم لوگ کام پر لگ جاؤ، میں چھاپا مار ٹیم کو تیار کرتی ہوں۔ تین گاڑیوں میں دہشت گرد کتنے بندے لے گئے ہوں گے۔ ان کی تعداد دس سے پندرہ کے درمیان ہو گی۔ انہیں قابو کرنا کوئی بہت مشکل نہیں ہو گا۔ وہاں ہمارے لیے کوئی مشکل کھڑی کرسکتا ہے تو وہ صرف الپس نامی قاتل ہے۔''

☆☆☆

کنٹرول روم میں ایک فون کی گھنٹی بجی تو نجیب نے فون اٹھایا۔ دوسری طرف سے ایک کرخت مردانہ آواز سنائی دی۔

''میں تل ابیب کا پولیس چیف جیفری کوپر ہوں۔ تم لوگ کون ہو اور اس بزدلانہ کارروائی کا مقصد کیا ہے؟''

نجیب مالکی نے کہا۔ ''ہمارا تعلق فلسطینی حریت پسند تنظیم الاقصیٰ بریگیڈ سے ہے۔''

جیفری کوپر نے فوراً ہی طنزیہ انداز میں کہا۔ ''نہتوں کو یرغمال بنا کر کس منہ سے تم خود کو حریت پسند کہہ رہے ہو۔ شرم آنی چاہیے تمہیں۔''

نجیب زہریلے انداز میں بولا۔ ''نہتے فلسطینیوں کا قتلِ عام کرنے والوں اور ننھے ننھے بچوں پر گولیاں برسانے والوں کے منہ سے اتنی اعلیٰ و ارفع باتیں سن کر تمہارا منہ گدھے کی لید سے بھرنے کو چاہ رہا ہے۔''

''بکواس نہ کرو۔'' جیفری کوپر بھنا کر گرجا۔

نجیب نے کہا۔ ''تمہاری بکواس نے دماغ گھما دیا ہے۔ تمہیں کچھ لاشوں کا تحفہ دینا پڑے گا۔''

جیفری کوپر فوراً ڈھیلا پڑ گیا۔ ''دماغ کو ٹھنڈا رکھو! یرغمالی محفوظ رہیں گے تو بات چیت کا دروازہ بھی کھلا رہے

گا۔‘‘

’’بات کرنی ہے تو اپنے وزیرِ داخلہ کو بلاؤ، تم جیسے بے اختیار گدھوں سے بات کر کے میں وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا۔‘‘ یہ کہہ کر اس نے فون بند کر دیا۔

اسی وقت ذاکر کی متوحش آواز ابھری۔ ’’مجھ پر حملہ ہوا ہے۔ سیکیورٹی سسٹم واپس لینے کی کوشش کی جا رہی ہے۔‘‘

یہ متوقع تھا۔ نجیب نے اسے ڈٹا رہنے کے لیے کہا اور یہ خبر الپس کو دینے کے لیے باہر نکل گیا۔ جاتے ہوئے اس نے اسپائیڈر گرلز پر نظر ڈالی تھی جو دنیا و مافیہا سے بے خبر اپنے کام میں مصروف تھیں۔

☆☆☆

وزیرِاعظم ہاؤس میں ہونے والے اجلاس میں دہشت گردوں سے آہنی ہاتھوں سے نمٹنے کا فیصلہ ہوا تھا۔ اس حوالے سے اسرائیل کی پالیسی بے حد واضح تھی۔ بہت پہلے ہی یہ پالیسی وضع ہو چکی تھی کہ ایسے کسی واقعے کی صورت میں دہشت گردوں کے سامنے نہیں جھکا جائے گا۔

کرنل بالڈون نے جب اپنا منصوبہ وزیرِاعظم کے سامنے رکھا تو اس نے اس منصوبے کو پسندیدگی کی سند عطا کر دی۔ یرغمالیوں کی زندگیوں کا رسک تو لینا ہی تھا۔

البتہ وزیرِاعظم نے ہدایت کی تھی کہ دہشت گردوں کے ساتھ مذاکرات کا کھیل ضرور کھیلا جائے اور انہیں اُلجھا کر ان پر حملہ کر دیا جائے۔ دوسری طرف سائبر ونگ کی ٹیم...... روسی ہیکرز کے ساتھ مل کر بینک کے سیکیورٹی سسٹم کو جام کرنے کی بھرپور کوشش کر رہی تھی۔

شیزل نے اپنی ٹیم منتخب کر لی تھی۔ اس سمیت چھ افراد تھے جو ہر قسم کے کیل کانٹے سے لیس تھے۔

بینک کی عمارت کے بلیو پرنٹ پر کافی غور و خوض کے بعد شیزل نے منصوبہ ترتیب دے لیا تھا۔ عمارت کی چھت سے ایک ہوا کی نکاسی کا دیو ہیکل پائپ پوری بلڈنگ کا احاطہ کیے ہوئے تھا۔ اس پائپ کے ذریعے اندر داخل ہونے کا فیصلہ ہوا۔ اب دیر تھی تو صرف سیکیورٹی سسٹم کو واپس لینے یا پھر جام کرنے کی۔

اسی طرح کی کارروائیوں کے لیے خصوصی طور پر ڈیزائن کیا گیا ہیلی کاپٹر اور ٹیم مکمل طور سے تیار تھے۔ ان کا ہدف پاور روم کو اُڑانا تھا۔ پاور روم کے تباہ ہوتے ہی بینک کو گرڈ سے ملنے والی برقی رو کی فراہمی بھی روک دی جاتی۔

☆☆☆

ذاکر کے چہرے پر دہشت نمایاں تھی۔ اس پر کئی سمتوں سے حملہ ہو رہا تھا۔ اس موقع پر اسے اینی اور پامی کی مدد کی ضرورت تھی مگر وہ اپنے کام میں مصروف تھیں اور انہیں جیسے خود کا بھی ہوش نہیں رہا تھا۔

رفتہ رفتہ کنٹرول ذاکر کے ہاتھ سے نکلنے لگا۔ پہلے کچھ اسکرینیں آف ہوئیں جن پر بلڈنگ کے مختلف حصے نظر آ رہے تھے۔ اس نے چلّا کر کہا۔

’’جو کرنا ہے جلدی کرو، کنٹرول میرے ہاتھ سے نکل رہا ہے۔‘‘

اینی اور پامی کی انگلیاں اور تیزی سے چلنے لگیں۔ دونوں کے چہروں پر پُرمسرت ہیجانی کیفیت نمایاں تھی۔ وہ کامیابی کے بے حد قریب پہنچ گئی تھیں۔

نجیب تیزی سے ذاکر کی طرف آیا۔ اس وقت تک باقی ماندہ اسکرینیں بھی آف ہو گئی تھیں۔ باقی کوئی سسٹم بھی کام نہیں کر رہا تھا۔

ذاکر نے جھنجلا کر میز پر ہاتھ مارا۔

نجیب بولا۔ ’’کوئی بات نہیں ہم ان لوگوں کو دیکھ لیں گے۔ تم دوسرے کام کی طرف اب آ جاؤ۔‘‘

ذاکر اپنی سیٹ چھوڑ کر اینی وغیرہ کے قریب بیٹھ گیا۔ چند ہی لمحوں میں اس کی آنکھوں میں بھی چمک آ گئی۔ منزل چند قدم کے فاصلے پر تھی۔

تھوڑی دیر بعد پامی کی پرمسرت قلقاری گونجی۔ ’’ہم نے کر دکھایا۔ رقم منتقل ہونا شروع ہو گئی ہے۔‘‘

نجیب کے چہرے پر پُرمسرت کا آبشار ٹھاٹھیں مارنے لگا۔ وہ بھی قریب جھک آیا۔

ایک ڈرگ مافیا کے ڈان کی ساری زندگی کی حرام کی کمائی جو اس کی اچانک موت کے بعد ایک سوئس بینک میں برسوں سے لاوارث پڑی تھی، تیزی کے ساتھ مختلف اکاؤنٹس میں ٹرانسفر ہو رہی تھی۔

اینی اور پامی نے بھی پہلے سے تیاری کر رکھی تھی۔ اپنے حصے کے ڈالرز انہوں نے بھی منتقل کرنا شروع کر دیے۔

نجیب نے باہر آ کر اپنے ساتھیوں اور الپس کو یہ بڑی خوش خبری سنائی۔ تھوڑی دیر کے لیے وہاں جشن کا سا سماں برپا ہو گیا۔

اس کے بعد نجیب نے جب الپس کو بتایا کہ بینک کا سیکیورٹی کا نظام ان کے ہاتھ سے نکل گیا ہے تو الپس کے ہونٹوں پر اس کی مخصوص مسکراہٹ دوڑ گئی۔

’’وہ اب بینک کی عمارت میں گھس گئے۔ ذاکر سے پوچھ کر بتاؤ کہ سیکیورٹی سسٹم جام ہوا ہے یا دشمنوں کے

کنٹرول میں ہے؟''
نجیب کنٹرول روم میں واپس آیا تو اسے دیکھتے ہی اینی بولی۔
''اب یہاں سے نکلنے کی کرو، پلان کیا ہے؟''
نجیب نے تیزی سے کہا۔ ''بتاتا ہوں۔''
ذاکر سے مکالمے کے بعد وہ دوبارہ الپس کے پاس آیا۔
''آخری لمحوں میں ذاکر سے جو ہوسکا، اس نے کر دیا ہے۔ سسٹم جام ہے، ہمارے ساتھ دشمنوں کے کام کا بھی نہیں رہا ہے۔''
الپس نے اثبات میں سر ہلایا۔ ''تم خدا کا نام لے کر آخری مرحلہ شروع کرو، باہر کا سب میں دیکھ لوں گا۔''
آخری مرحلے کا سوچ کر نجیب کے ماتھے پر پسینے کے قطرے نمودار ہو گئے تھے۔
الپس نے بے عیب پلان بنایا تھا اور اس پر کامیابی سے عمل پیرا بھی تھا۔ وہ مرکزی بینک کی عمارت سے بخوبی واقف تھا۔ ایسے میں وہ عمارت میں داخلے کے سب سے خفیہ اور آسان ذریعے کو کیسے نظرانداز کرسکتا تھا۔ اس نے کاغذ کا ایک ٹکڑا، ایک میز پر کھڑے ہو کر اس جالی کے ساتھ لگایا جہاں سے عمارت کی ہوا باہر نکل رہی تھی۔ کاغذ فوراً ہی ہوا کے دباؤ سے جالی کے ساتھ چپک گیا۔ اس کا مطلب تھا کہ ایگزاسٹ والا دیوہیکل پنکھا مسلسل گردش میں تھا۔
مطمئن ہو کر الپس لڑکوں کی پوزیشنیں مزید مستحکم کرنے لگا۔
اندر کنٹرول روم میں نجیب کا ''ایگزٹ پلان'' سنتے ہی اینی اور پامی نے سر تھام لیا تھا۔
''یہ کیسے ممکن ہے؟''
''تم نے خود ہی تو کہا تھا...... سُپر کمپیوٹر تک رسائی ہوتے ہی کوئی کام ناممکن نہیں رہے گا۔'' نجیب نے اطمینان سے جواب دیا۔
پامی بولی۔ ''سیٹلائٹ سے کنٹرول کیے جانے والے شکاری ڈرون کو ہیک کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔''
نجیب کے اطمینان میں ذرا بھی فرق نہیں آیا۔ ''تم نے جو کر دکھایا ہے، وہ بھی تو تقریباً ناممکن تھا۔''
اینی اور پامی آپس میں تھوڑی دیر بحث کرتی رہیں۔ ذاکر اور نجیب خاموشی سے انہیں دیکھتے رہے تھے۔ بحث کے اختتام پر پامی...... نجیب سے مخاطب ہوئی۔
''یہ کئی گھنٹوں کا کام ہے۔ اس کے بعد بھی کامیابی کے چانسز پچیس فیصد سے زیادہ نہیں ہیں۔ تمہارا ساتھی ہماری فیلڈ کا ہے بے شک اس سے رائے لے لو۔''
نجیب بولا۔ ''اس کی رائے لے چکا ہوں۔ تمہاری اطلاع کے لیے بتا رہا ہوں کہ یہ تین مہینے سے محنت کر رہا ہے۔ بنیادی کام ہو چکا ہے۔ باقی تم تینوں مل کر یہ کام آسانی سے کرلو گے۔''
اسپائیڈرز گرلز نے چونک کر ذاکر کی طرف دیکھا جس کے ہونٹوں پر بڑی پُراسرار مسکراہٹ تھی۔
اینی کو یہ پلان خاصا کمزور لگ رہا تھا۔ اس کے پاس ابھی کئی اعتراضات تھے۔
''یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک شکاری ڈرون فضا میں موجود بھی ہو اور وہ بنکر شکن میزائل سے بھی لیس ہو؟''
اس دفعہ نجیب نے قدرے سخت انداز میں کہا۔ ''تمہیں پتا ہے کہ ہم لوگ کافی عرصے سے اس مشن پر کام کر رہے ہیں۔ ہر پہلو ہماری نظر میں ہے۔ تھوڑی دیر بعد اوزانگ کے ائربیس سے ایک شکاری ڈرون اُڑان بھرنے والا ہے۔ وہ ایک خاص مشن پر ہے اور مطلوبہ میزائل سے بھی لیس ہوگا۔''
اس دفعہ پامی نے اعتراض اٹھایا۔ ''تم نے بے شک ایک شاندار منصوبہ بنایا اور اس پر عمل کیا ہے مگر مجھے ایگزٹ پلان میں خاصی خامیاں نظر آرہی ہیں۔ بنکر شکن میزائل سے بینک کے عقبی حصے کو تمہارا اُڑانے کا پلان ہے۔ جس کے بعد ہم ساتھ والی بلڈنگ میں داخل ہوں گے اور پھر وہاں سے سیوریج کے غیر استعمال شدہ پائپ کے راستے نکل جائیں گے۔ جہاں تمہاری ٹیم کے باقی ارکان ہمیں حفاظت سے نکال لے جائیں گے مگر یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ بنکر شکن میزائل کے حملے کے بعد عمارت ہی بیٹھ جائے اور ہم زندہ ہی دفن ہو جائیں۔''
نجیب نے کہا۔ ''بالکل ہوسکتا ہے مگر اتنا رسک تو بنتا ہے۔'' ساتھ ہی اس نے ہاتھ پر ہاتھ مارا۔
''شاباش اب جلدی سے کام پر لگ جاؤ۔ ہمارے پاس وقت کم ہے۔''
اینی نے گہرا سانس لے کر کہا۔ ''تمہارے ایگزٹ پلان میں خودکشی کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ مجھے یقین ہے کہ شکاری ڈرون ہیک ہوتے ہی اسے مار گرایا جائے گا۔''
''تم مایوسی کا شکار ہو رہی ہو۔ کسی کے کچھ سوچنے سے پہلے ہی ڈرون اپنا کام کر دکھائے گا۔ تم ان اربوں ڈالرز کے بارے میں سوچو جو ہماری زندگیاں بدلنے جارہے ہیں۔ مایوسی تمہارے کام پر نظرانداز ہوگی۔''

نہ چاہتے ہوئے بھی ایلی اور پامی...... ذاکر کے ساتھ مل کر کام پر لگ گئیں۔

ذاکر نے اپنی رائفل کا میگزین تبدیل کیا۔ یہ خاص گولیوں والا میگزین تھا۔ یہ میگزین تبدیل کرتے ہوئے اس کی انگلیوں میں خفیف سا ارتعاش تھا۔ الپس کے اعتماد کے سہارے وہ زندگی کا سب سے بڑا جوا کھیلنے جا رہا تھا۔

باہر آکر اس نے رائفل کی نال ایک کھڑکی سے باہر نکالی اور ٹریگر دبا دیا۔ گولیوں کے دھماکوں کے ساتھ فضا میں سرخ رنگ بکھر گیا تھا اور اس کے ساتھ ہی ایک خاص پیغام بھی چلا گیا تھا۔

نجیب کے دل کی دھڑکن ابھی سے بڑھ گئی تھی۔

☆☆☆

خاصی بلندی سے ایک بے آواز ہیلی کاپٹر سے شیزل سمیت اس کی ٹیم مرکزی بینک کی چھت پر اتر گئی تھی۔ یہ لوگ سرمئی رنگ کی مخصوص وردیوں میں تھے۔

اترتے ہی انہوں نے چھت پر مختلف جگہوں پر پوزیشنیں لے لی تھیں۔ ایک کمانڈو نے بڑی چابکدستی کے ساتھ ہوا۔ کی نکاسی والے پائپ کے دہانے پر نصب برق کی طرح گھومتے پنکھے کی تار کاٹ کر بجلی کی فراہمی معطل کر دی۔ آہستہ ہوتے ہوتے پنکھا رک گیا۔ پروں کے درمیان اتنی جگہ تھی کہ آرام سے گزرا جا سکتا تھا۔

پنکھا بند ہوتے ہی کاغذ نیچے آ گرا تھا۔ الپس کی نظریں اسی کاغذ پر تھیں۔ ایک جگہ سے جالی کھول کر وہ اپنا کام پہلے ہی کر چکا تھا۔ اچانک ایک خیال نے شیزل کے قدم روک لیے۔ الپس جیسا شخص اس پائپ کو کیسے نظرانداز کر سکتا تھا۔

پیچھے ہٹتے ہوئے اس نے ایڈوانس پارٹی کے طور پر ایک کمانڈو کو آگے جانے کے لیے کہا۔ وہ لوگ ایک نیٹ ورک کے ذریعے آپس میں رابطے میں تھے اور ہیڈ کوارٹر سے بھی ان کا رابطہ تھا۔

کمانڈو کے ہیلمٹ پر نصب کیمرا ہیڈ کوارٹر کو براہِ راست مناظر دکھا رہا تھا۔

شیزل لفٹ کی طرف متوجہ ہوئی۔ تھوڑی سی کوشش سے لفٹ کا دروازہ کھل گیا۔ فولادی رسوں اور شافٹوں کے درمیان تقریباً بیس میٹر نیچے لفٹ نظر آ رہی تھی۔

شیزل نے ہیڈ کوارٹر سے کہا۔ ''داخلی دروازے پر دباؤ ڈالو۔''

☆☆☆

الپس نے تمام لڑکوں کو الرٹ کر دیا کہ چھاپا مار دستہ عمارت میں داخل ہو گیا ہے۔ سبھی نے محفوظ ترین جگہوں پر پوزیشن لے لی۔

اسی وقت کئی گاڑیاں بینک کے بیرونی فولادی گیٹ کے قریب دوبارہ پہنچ گئیں۔ فولادی گیٹ کو کھولنے کی کوشش شروع ہو گئی۔

کنٹرول روم میں فون بجا تو نجیب نے ریسیور اٹھایا۔ دوسری طرف سے اسرائیل کا وزیر داخلہ شاول ویز تھا۔ ابتدائی بات چیت کے بعد نجیب نے مطالبات کی فہرست شاول کے سامنے رکھ دی اور دھمکی دی کہ مطالبات پورے نہ ہوئے تو یرغمالیوں کو قتل کر دیا جائے گا۔ مطالبات میں ''محفوظ راستے'' کے علاوہ الاقصیٰ بریگیڈ کے دو لیڈروں کی رہائی کا مطالبہ بھی تھا۔

دونوں فریق ایک، دوسرے کو بے وقوف بنانے کے خواہش مند تھے۔ دونوں کو ہی محض وقت چاہیے تھا۔ شاول نے غور کرنے کے لیے وقت مانگا جو نجیب نے بخوشی دے دیا۔

الپس نے اپنے بیگ میں سے ایک کی پیڈ جیسا آلہ نکال لیا تھا۔ ایک ہینڈل اور چند بٹنوں کے ساتھ اس پر تین ضرب تین کی چھوٹی سی اسکرین بھی تھی۔ اس وقت یہ اسکرین روشن تھی۔ ایک بم بردار چھوٹی ریموٹ کنٹرول گاڑی ہوا کی نکاسی والے پائپ میں اوپر کی طرف رواں دواں تھی۔ اس پر لگا کیمرا اندھیرے میں دکھانے کی صلاحیت رکھتا تھا۔

الپس اس گاڑی کو آہستہ آہستہ آگے بڑھا رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد ہی کیمرے کی زد میں پیٹ کے بل رینگتا کمانڈو آ گیا۔ اس کی آنکھوں پر بھی اندھیرے میں دیکھنے والا مخصوص چشمہ تھا۔

گاڑی کو دیکھ کر کمانڈو چونکا تھا۔

الپس کا چہرہ جیسے پتھر میں تبدیل ہو گیا۔ اس نے ہینڈل پر زور دیا۔ گاڑی تیزی سے آگے بڑھی اور لمحوں میں کمانڈو کے قریب پہنچ گئی۔ الپس نے ایک بٹن دبایا۔ اوپر کہیں زوردار دھماکا ہوا۔ دھماکے کی آواز سے یرغمالیوں میں خوف و ہراس دوڑ گیا۔

الپس نے اپنے لڑکوں کو مخصوص اشارے سے بتایا کہ یہ دھماکا اس کی طرف سے تھا۔ اسی وقت نجیب نے بھی کنٹرول روم سے باہر جھانکا۔ مخصوص اشارہ اس نے بھی دیکھ لیا۔

الپس نے قریب جا کر اسے صورتِ حال سے آگاہ کیا۔

کنٹرول روم میں واپس جاتے ہی نجیب نے اسی نمبر

پر کال کی جہاں سے شاول کی کال آئی تھی۔ شاول کی آواز سنتے ہی اس نے زہریلے انداز میں کہا۔
''اپنی فطری مکاری سے تم باز نہیں آئے نا، تمہیں سبق سکھانا ضروری ہوگیا ہے۔''
شاول بوکھلا گیا۔ ہیڈ کوارٹر نے براہِ راست اپنے کمانڈو کے چیتھڑے اڑتے دیکھے تھے۔ شاول بھی وہیں پر تھا۔ اس نے نجیب کو رام کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔
''یہ عمارت میں موجود کسی سیکیورٹی والے کا انفرادی اقدام تھا۔ اسے لے کر وہ مشتعل نہ ہو۔''
نجیب بھی کسی نہتے سویلین کو نقصان نہیں پہنچانا چاہتا تھا۔ اس لیے اس نے اس لنگڑی لولی تاویل کو قبول کر کے آخری وارننگ دیتے ہوئے فون بند کر دیا۔
☆☆☆
شیزل شاک کی سی کیفیت میں تھی۔ اس کی چھٹی حس نے اسے بچا لیا تھا۔ اس نے ایک دفعہ پھر دل ہی دل میں الپس کی برتر صلاحیتوں کا اعتراف کیا۔ اس کا ہوم ورک شاندار تھا۔ کوئی پہلو اس کی نگاہوں سے اوجھل نہیں تھا۔ اس کے باوجود شیزل کو کچھ نہ کچھ تو کرنا تھا۔
وہ اور اس کے باقی ماندہ ساتھی بڑی خاموشی سے آہنی رسیوں سے لٹک کر لفٹ تک پہنچ گئے تھے۔ لفٹ کے اوپر اور نیچے ایمرجنسی دروازے تھے۔ ان سے گزر کر نیچے کا سفر دوبارہ شروع ہوگیا۔
شیزل کو امید ہو چلی تھی کہ وہ خاموشی کے ساتھ نیچے ان منزلوں تک پہنچ جائیں گے جہاں دہشت گرد قابض تھے۔
نیچے کے سفر میں بازو شل ہونے لگتے تو وہ فولادی شافٹوں پر تھوڑی دیر قدم جما کر بازوؤں کو آرام دے لیتے تھے۔ کئی منزلوں پر انہوں نے بے حد باریک تار سے منسلک کیمرے معمولی درزوں سے گزار کر دوسری طرف کا جائزہ بھی لیا تھا۔ ہر جگہ خاموشی تھی۔ دہشت گرد تعداد میں اتنے نہیں تھے کہ پوری بلڈنگ کی نگرانی کر سکتے۔
ایک دفعہ تو شیزل کے جی میں آئی کہ لفٹ کا دروازہ کھول کر کسی فلور پر اترا جائے اور پھر سیڑھیوں کے راستے آہستہ آہستہ مکمل احتیاط سے نیچے اترا جائے۔
پھر خود ہی اس نے اس خیال کو رد کر دیا۔ وہ دہشت گردوں کے سروں پر اچانک ہی پہنچنا چاہتی تھی۔
☆☆☆
موساد کے چیف کا پورا وجود سنسنا اٹھا تھا۔ خاص الخاص مخبر نے ٹائم بتا دیا تھا کہ الاقصیٰ بریگیڈ کے سرکردہ افراد کب اکٹھے ہو رہے تھے۔ زیادہ ٹائم نہیں تھا۔ گزشتہ کئی سال کی محنت رنگ لانے والی تھی۔ یہ ایک بہت بڑا شکار تھا جسے وہ چھوڑنے کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔
اس نے اپنے سسٹم کو متحرک کیا تو رکاوٹ سامنے آگئی۔ دہشت گردوں کے سپر کمپیوٹر تک رسائی کے بعد ہائی ٹیک ہتھیاروں کو فوری طور پر جام کر دیا گیا تھا۔ چیف کو ''ہیل فائر'' میزائل سے لیس شکاری ڈرون کی اشد ضرورت تھی۔
چیف نے براہ راست وزیراعظم سے بات کی اور اسے قائل کرنے میں کامیاب ہوگیا۔
تھوڑی دیر بعد ایک شکاری ڈرون ...... الاقصیٰ بریگیڈ کے سرکردہ افراد پر قیامت کی آگ برسانے کے لیے ہوا میں بلند ہو چکا تھا۔
چیف بے چینی سے ٹہلنے لگا۔
☆☆☆
ڈرون کو فضا میں دیکھ کر اینی حیران رہ گئی۔ اُس نے ناقابلِ یقین نظروں سے نجیب کی طرف دیکھا جس کی پیشانی پسینے سے تر ہو گئی تھی۔
ذاکر چلّایا۔ ''ہمارے پاس صرف پندرہ منٹ ہیں۔''
تینوں مانے ہوئے ہیکرز مل کر شکاری ڈرون کو اپنے کنٹرول میں کرنے کے لیے جت گئے۔
دوسری طرف شیزل اور اس کی ٹیم نے گراؤنڈ اور فرسٹ فلور کو نشان زدہ کر لیا۔ دہشت گرد ان ہی دو فلور پر موجود تھے اور بہترین پوزیشنیں سنبھالے ہوئے تھے۔
شیزل کی ٹیم کے پاس سریع الاثر بے ہوشی کی گیس کے سلنڈر بھی تھے، انہوں نے آکسیجن ماسک لگا کر دونوں منزلوں پر تیزی کے ساتھ یہ گیس چھوڑ دی۔
تھوڑی دیر بعد شیزل کو حیرت کا ایک اور جھٹکا لگا۔ دہشت گردوں کے چہروں پر بھی آکسیجن ماسک نظر آنے لگے۔ ساتھ ہی گڑبڑ کا اندازہ ہوتے ہی انہوں نے گیس کے ماخذ کی جانب شدید فائرنگ شروع کر دی۔
شیزل کی ٹیم کو سیکنڈ فلور پر بھاگ کر پوزیشنیں سنبھالنی پڑیں۔ لفٹ والا خلا موت کا کنواں ثابت ہو سکتا تھا۔
اب چھپنے کا فائدہ نہیں تھا۔ یرغمالیوں کی زندگیاں داؤ پر لگ گئی تھیں۔
شیزل نے بیرونی مدد مانگ لی۔ فوراً ہی بکتر بند گاڑیاں بینک کی بلڈنگ پر چڑھ دوڑیں۔ زوردار فائرنگ اور دھماکوں کا سلسلہ شروع ہوگیا تھا۔ یرغمالی ایک ہی جگہ بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔

شیزل کی ٹیم نے شدید حملہ کر کے دہشت گردوں کو گراؤنڈ فلور پر دھکیل دیا تھا۔ ہر طرف موت کے شعلے رقصاں تھے۔

ایک بکتر بند گاڑی فولادی دروازے کے پاس ایک کھڑکی کو توڑنے کی کوشش میں وہاں پھنس گئی تھی۔ وہیں سے اس کے بھاری فائر نے الپس کے لڑکوں میں سراسیمگی دوڑا دی تھی۔

اس بکتر بند کی فائرنگ سے کئی یرغمالی ہلاک ہو گئے تھے۔

بکتر بند کی فائرنگ کا رخ اب پاور روم کی طرف ہو گیا تھا۔

الپس کے خون میں انگارے سے دوڑنے لگے تھے۔

اس نے اپنے ساتھ موجود لڑکوں کو فولادی دروازہ بند کر کے اندر ہی ڈٹے رہنے کے لیے کہا اور پھر خود سینے کے بل رینگتا ہوا پاور روم سے باہر نکل آیا۔

نجیب کے ساتھی پوری جواں مردی سے دو طرفہ حملے کو روکے ہوئے تھے۔ برستی گولیوں میں الپس بکتر بند کی طرف بڑھا۔ ایک مقام پر وہ اوپر سے ہونے والی براہِ راست فائرنگ کی زد میں آسکتا تھا۔ اس نے زقند بھری اور برستی گولیوں کی باڑ کے نیچے سے پھسلتا چلا گیا۔ اسی پوزیشن میں اس نے دو دستی بم بیک وقت اچھالے اور بکتر بند کے گرد ہونے والی ہلچل دم توڑ گئی۔ وہاں سے کچھ وردی پوش اندر داخل ہونے کی کوشش کر رہے تھے۔

فضا میں ہر طرف بارودی دھواں پھیل گیا تھا۔ زخمیوں کی آہ و بکا بھی جاری تھی۔ انسانی گوشت کے لوتھڑے بھی کئی جگہ پر پڑے ہوئے تھے۔

الپس نے محسوس کیا کہ اس کے کئی ساتھی شہید ہو گئے ہیں۔ مزاحمت کمزور پڑ گئی تھی اور ابھی تک کنٹرول روم کے بند فولادی دروازے کے عقب سے کوئی خوش خبری برآمد نہیں ہوئی تھی۔

وقت تیزی سے گزر رہا تھا۔ پاور روم پر فائرنگ کا دباؤ بڑھ گیا تھا۔ فائرنگ کے اینگل مسلسل بڑھتے جا رہے تھے۔ بازی کسی بھی لمحے پلٹ سکتی تھی۔ کنٹرول روم کو پاور سپلائی معطل ہوتے ہی سب کچھ ختم ہو جاتا۔

لمحے بھر میں یہ سب الپس کے دماغ میں آگ بھر گیا۔ قدموں پر آتے ہی وہ فضا میں اچھلا۔ اگلے ہی لمحے وہ بکتر بند کے اوپر تھا۔

مشین گن پر تعینات گنر کو اس نے نہایت قریب سے گولی ماری اور اُسے کھینچ کر ایک طرف ہٹا رہا تھا کہ بکتر بند کا فولادی ڈھکن کھلا اور ایک سر برآمد ہوا۔ اسے پاؤں سے نیچے دباتے ہوئے الپس نے ایک دستی بم اندر پھینک کر اوپر سے ڈھکن بند کر دیا۔ زوردار دھماکے سے بکتر بند اس کے قدموں کے نیچے لرز کر رہ گئی تھی۔ اندر موجود افراد یقیناً چیتھڑوں میں تبدیل ہو گئے تھے۔

مشین گن سنبھالتے ہی اس نے ہر طرف قیامت برپا کر دی۔ اس دفعہ دشمنوں میں سراسیمگی دوڑ گئی تھی۔

نئے جوش اور ولولے نے الپس کے وجود میں توانائی دوڑا دی۔ وہ چند منٹ اور دشمنوں کو روک سکتا تھا۔ اس کی امید بھری نظریں کنٹرول روم کے بند فولادی دروازے پر جمی ہوئی تھیں۔

☆☆☆

قیامت برپا تھی اور پندرہ منٹ گزر گئے تھے۔ وہ تینوں شکاری ڈرون کو قابو کرنے میں ناکام رہے تھے۔ ذاکر کا چہرہ دھواں ہو رہا تھا۔ نجیب بھی ان کے قریب جھکا ہوا تھا۔ اس کا پورا وجود پسینے میں ڈوب گیا تھا۔

ڈرون جب ایک خاص مقام کے قریب سے آگے بڑھ گیا تو ذاکر نے اپنی ناکامی کا اعلان کر دیا۔

نجیب گھٹنوں کے بل فرش پر گر گیا۔ اس کے دہن سے دلدوز آہ برآمد ہوئی۔ ”میں ناکام ہو گیا۔ میں زندگی کا سب سے بڑا جوا ہار گیا۔ میری قوم کی امید ”آخری امید“ آگ کے سمندر میں غرق ہونے والی ہے۔“ اس کی آنکھوں سے بھل بھل آنسو بہہ رہے تھے۔

ذاکر بھی رونے لگ گیا تھا۔ اسپائیڈر گرلز البتہ آخری کوشش میں مصروف تھیں۔

نجیب نے پسٹل نکال کر اپنی کنپٹی پر رکھا۔ ذاکر دیکھ رہا تھا مگر جانتا تھا اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔

نجیب کی انگلی ٹریگر پر جمی تھی۔ اینی نے تیزی سے انگلیاں چلائیں۔ مدھم سیٹی کی سی آواز بلند ہوئی اور اسکرین پر منظر بدل گیا۔

شکاری ڈرون میں لگا کیمرا سامنے کا منظر دکھا رہا تھا۔

اینی خوشی سے چلائی۔ ”ہم کامیاب ہو گئے۔ شکاری ڈرون اب ہمارے کنٹرول میں ہے۔“

یہ جادوئی الفاظ تھے۔ جنھوں نے پل بھر میں سب کچھ بدل دیا۔ نجیب کا پورا وجود توانائی سے بھر گیا۔ پسٹل بیلٹ میں اڑس کر وہ تیزی سے آگے آیا۔

”ذاکر! ڈرون کا کنٹرول تم سنبھالو اور اسے واپس

گھماؤ۔'' ہیجان کے سبب اُس کی آواز بیٹھ سی گئی تھی۔
ذاکر نے فوراً اس کی ہدایت پر عمل کیا۔
نجیب نے اینی اور پامی کو اپنی کرسیاں چھوڑ کر پیچھے آنے کے لیے کہا۔ فولادی دروازے کے بند ہونے کے سبب فائرنگ وغیرہ کا شور بے حد کم سنائی دے رہا تھا۔
کام سے فارغ ہوتے ہی اینی کو الیس کی فکر نے آگھیرا تھا۔ وہ، الیس اور پامی کے ہمراہ جلد از جلد یہاں سے نکلنا چاہتی تھی۔ اس نے پوچھا۔ ''الیس کسی محفوظ جگہ پر ہے؟''
نجیب نے کہا۔ ''سب سے محفوظ جگہ اس وقت یہ کنٹرول روم ہے۔ الیس کو یہاں بلا لیتے ہیں۔''
اینی خوش ہوگئی۔ اس پل نجیب اسے بے حد بدلا بدلا سا لگ رہا تھا۔ وہ، اس تبدیلی کو کوئی معنی پہنانے سے قاصر تھی۔
نجیب نے تھوڑا سا فولادی گیٹ کھولا تو فائرنگ کا شور شدت سے سنائی دینے لگا۔ اتنے شور میں الیس کو آواز دینا ممکن نہیں تھا۔ پہلے سے طے شدہ اشارے کے تحت نجیب نے گولیاں چلا کر کئی روشن بلب توڑ دیے۔
یہ منظر الیس نے دیکھا تو اُس کا وجود بھی توانائی سے بھر گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ کنٹرول روم میں تھا۔ آتے ہی اس نے ماسک اتار پھینکا تھا۔ وہ جس انداز سے نجیب سے گلے ملا اور انہوں نے ایک، دوسرے کو مبارک باد دی...... وہ سب اینی کے لیے بے حد شاک دینے والا تھا۔ وہ، الیس پر جھپٹی۔
''تم دونوں ساتھی ہو...... تم نے میرا جذباتی استحصال کیا ہے۔'' الیس کا گریبان جھنجوڑتے ہوئے اس کی آنکھیں پانی گرانے لگیں۔ پامی بھی الیس کو گھورے جا رہی تھی۔
الیس نے نرمی سے اپنا گریبان چھڑایا۔ ''مجھے معاف کردو، میں زندہ رہا تو ہمیشہ تمہارا رہوں گا۔''
اینی ایک کونے میں گھٹنوں میں سر دے کر رونے لگی۔
پامی نے اپنی بانہیں اس کے گرد لپیٹ دیں۔
نجیب اور الیس برق رفتاری سے ذاکر کی طرف جھکے۔ ذاکر ''ہیل فائر'' میزائل کو ایک ٹارگٹ پر انگیج کر رہا تھا۔ کیمرا زوم کرکے ٹارگٹ کو واضح کر رہا تھا۔ یہ کچھ مکانات تھے۔
اسی وقت اسکرین پر ایک ننھا سا سرخ پوائنٹ تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ ذاکر کے چہرے پر سراسیمگی دوڑ گئی۔ اس نے ہیجان زدہ آواز میں کہا۔
''ڈرون کو فضائی دفاعی نظام نے انگیج کرلیا ہے۔''
نجیب حلق کے بل چلایا۔ ''جلدی سے میزائل فائر کرو۔''
ذاکر نے تیزی سے ایک بٹن دبا دیا۔ ہیل فائر میزائل ڈرون سے جدا ہو کر برق رفتاری سے نظر آنے والے مکانوں سے جا ٹکرایا۔ لمحوں میں ہی وہاں آگ کا دریا نظر آنے لگا۔ اسی وقت اسکرین بھی تاریک ہوگئی۔ فضائی دفاعی نظام نے ڈرون کو مار گرایا تھا۔
وہ تینوں سب کچھ بھول کر خوشی سے جیسے پاگل ہوگئے۔ وہ لوگ اسرائیل کو اب تک کی سب سے بڑی زک پہنچانے میں کامیاب ہوگئے تھے۔
زریون ایٹمی پلانٹ پر کام کرنے والے سائنس داں اور ٹیکنیشن جو اپنے بیوی، بچوں سے دور ایٹمی پلانٹ پر کام کررہے تھے، ان کی چھوٹی سی بستی آگ کے سمندر میں ڈوب گئی تھی۔
اسی وقت زوردار دھماکا ہوا اور ہر طرف اندھیرا چھا گیا۔ پاور روم اُڑانے کے ساتھ ہی برقی رو بھی معطل کردی گئی تھی۔ مگر ان لوگوں کو ذرا بھی پروا نہیں تھی۔ وہ اپنا کام کر چکے تھے۔
اب یہاں سے سلامت نکلنے کی کوشش کی جاسکتی تھی۔ فولادی دروازہ کھول کر وہ رینگتے ہوئے باری باری باہر نکل آئے مگر فوراً ہی بھاری فائرنگ کی زد میں آگئے۔ ایک گولی نے الیس کے پاس موجود دستی بم کو پھاڑ دیا تو دیگر بم بھی پھٹ گئے۔ تیز چکاچوند اور زوردار دھماکوں کے ساتھ الیس کا وجود چیتھڑوں میں تبدیل ہوگیا۔
تھوڑی دیر بعد ہر طرف خاموشی چھا گئی تھی۔ نجیب، ذاکر اور ان کے بھی ساتھی مارے گئے تھے۔ اینی اور پامی اسرائیل کی فورسز کے ہاتھ زندہ آگئی تھیں۔
پورا اسرائیل سوگ میں ڈوب گیا تھا۔
موساد کے ایجنٹ میجر کمال کو کھوجنے میں کامیاب رہے تھے وہ فارس کنارے کئی ہفتوں سے اپنی دوسری بیوی کے ساتھ ہنی مون منا رہا تھا۔
الیس، اسرائیل کے لیے ایسا معما ثابت ہوا تھا جسے وہ کبھی بھی حل نہیں کرسکیں گے۔
ہاں، الیس تو زندہ تھا۔ جیل میں ساری زندگی سڑنے والی اینی شاویز کے دل میں۔
ایرانی بھی اپنے سینے میں بھڑکتی بدلے کی آگ بجھانے میں کامیاب رہے تھے۔ نجیب نے بھی لاکھوں یتیم اور بے گھر فلسطینی بچوں کے لیے کچھ نہ کچھ انتظام کر دیا تھا......

❖❖❖